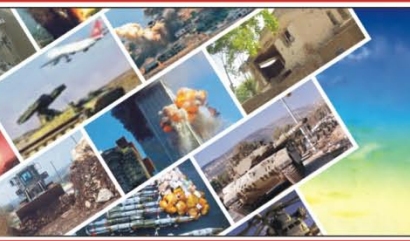

ہفت روزہ
567
القلم
پشاور
WEEKLY
ALQALAM-e-PESHAWAR
www.alqalamonline.com

۱۰ تا ۱۶ صفر المظفر ۱۴۳۸ھ بمطابق ۱۱ تا ۱۷ نومبر ۲۰۱۶ء

اعصاب شکن

سنڈی ٹاک قلم سے

اللہ تعالیٰ ہی سے دین پر "استقامت" کا سوال ہے۔ اَللّٰھُمَّ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی دِیْنِکَ

امریکی انتخابات

آج 8 نومبر 2016ء بروز منگل امریکہ میں صدارتی انتخابات ہونے والے ہیں ..... دیکھیں دو قوتوں میں سے کون سا تخت سلط ہوتا ہے ..... ایک طرف "ہیلری" ہے اور ایک طرف "ٹرمپ" ..... ایک "ناگ" ہے اور ایک "ناگن" .....

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَابَطَنَ

زیادہ امکان "ہیلری" کا ہے ..... لیکن اگر "ٹرمپ" آ جائے تو فائدہ ہوگا ..... کیونکہ "کفر" جتنا سخت اور جتنا واضح ہو ..... مسلمان اسی قدر جلد بیدار اور مضبوط ہوتے ہیں ..... کفر ہر حال میں کفر ہوتا ہے ..... جس طرح ممکنہ ہر حال میں زہر ہوتا ہے ..... لیکن میٹھا زہر اور میٹھا کفر ..... زیادہ خطرناک ہوتا ہے ..... جیسے اٹلیا میں "پی یے پی" کے آنے سے کشمیری تحریک گرم ہوئی ..... اٹلیا کے مسلمان زیادہ بیدار ہوے اور ان کے دین میں پختگی آئی ..... "کاگریس" میٹھا زہر تھا ..... اور "پی یے پی" زہر ہے ..... کڑوا زہر ..... کڑوے زہر سے لوگ آسانی سے بچ جاتے ہیں ..... "ٹرمپ" اگر آ گیا تو جہاد کو بہت فائدہ ہوگا ..... بلکہ زیادہ کھیلے گی کہ امریکہ خود "نماذ" بن جائے گا ..... کفر جب بھی نفاق کا چولا اُتار کر کھلی دشمنی پر آتا ہے تو اسلام اور مسلمانوں کو قوت ملتی ہے ..... ابوجہل تھا تو "غزوہ بدر" آیا .....

دجال آئے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی رضی اللہ عنہ جیسے مجاہد بن تشریف لائیں گے ..... امریکہ کے خفیہ ادارے "ٹرمپ" کو خود سامنے لائے ہیں ..... تاکہ مسلمانوں کو ڈرایا جا سکے ..... اگر تم باز نہ آ سکے تو "ٹرمپ" جیسے لوگ بھی آ سکتے ہیں جو مکمل صفایا کر دیں گے ..... اب ممکن ہے کہ ..... ٹرمپ کو ہرا دیا جائے کیونکہ مقصد صرف اس کا خوف پھیلانا تھا ..... مگر خفیہ ادارے اسلام اور مسلمانوں کی فطرت کو نہیں سمجھتے ..... ہر مسلمان کو کلمہ پڑھنے کے بعد اس بات کا مکمل اطمینان ہوتا ہے کہ ..... اسلام ختم نہیں ہو سکتا اور مسلمانوں کا صفایا نہیں ہو سکتا ..... یہ اُمت آخری اُمت ہے ..... اس نے آخر تک رہنا ہے ..... دنیا کے سارے ایٹم بم ایک ہی وقت میں چلا دیئے جائیں تب بھی اسلام اور مسلمان ختم نہیں ہو سکتے ..... یہ قرآن عظیم الشان کا سچا وعدہ ہے ..... یہ حضرت آقا مدنی ﷺ کی مقبول دعاء کا معجزہ ہے ..... اس لئے مسلمان بے فکر ہو کر لڑتے ہیں ..... اور کسی بڑے سے بڑے اور خطرناک سے خطرناک دشمن کی دم پر پاؤں رکھنے سے بھی نہیں ڈرتے ..... ہاں! یہ اُمت محمد ﷺ ہے ..... یہ نبی اسرائیل نہیں ..... ہاں واللہ واللہ یہ نبی اسرائیل نہیں ..... غرورہ بدر اور صحابہ کرام ہی اس اُمت کے لئے مثال ہیں ..... نہ کہ بنی اسرائیل ..... ہاں اس اُمت کے بعض بدنصیب لوگوں کے لئے حضور اقدس ﷺ نے یہ وعید سنائی ہے کہ ..... وہ یہود و نصاریٰ یعنی بنی اسرائیل کے طریقوں کو اپنائیں گے ..... اور اُنہی کے طریقوں پر چلیں گے .....

یا اللہ! اس "وعید" سے ہم سب کی حفاظت فرما .....

ماضی کا منظرنامہ

ساری دنیا پر کفر چھایا ہوا تھا ..... ہر طرف شیطان کی حکومت تھی ..... روے زمین کا ایک چپہ بھی اس کی حکمرانی سے محفوظ نہیں تھا ..... حتیٰ کہ کعبہ شریف میں بھی بتوں کی شیطانی پوجا جاری تھی ..... آسمانی دین کا بگڑ چکے تھے ..... بس کچھ لوگ ہی اسلامی ادیان پر مکمل عمل پیرا تھے ..... وہ بھی کمزور، بے بس، بے اختیار اور دور دور بکھرے ہوئے تھے ..... ان حالات میں مکہ مکرمہ میں ایک نور چمکا ..... حضرت محمد ﷺ کی "بعثت" ہوئی ..... اور پھر ایک نہ ختم ہونے والی جنگ اور لڑائی شروع ہوگئی ..... یہ لڑائی قرب قیامت تک رہے گی ..... اس لڑائی میں بس دو لشکر ہیں ..... ایک حضرت محمد ﷺ کا لشکر ..... اور ایک کفر و شیطان اور نفاق کا لشکر ..... اس جنگ میں ..... کوئی غیر جانبدار نہیں رہ سکتا ..... ہر کسی کو ان دونوں لشکروں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوگا ..... اور اس لڑائی میں حصہ لینا ہوگا ..... جس کی قسمت اچھی ہوتی ہے ..... وہ حضرت محمد ﷺ کے لشکر کا حصہ بنتے ہیں ..... اور جو (نعوذ باللہ) شقی، محروم اور بد نصیب ہوتے ہیں ..... وہ دوسری طرف کے لشکر میں شامل رہتے ہیں ..... "محمدی لشکر" کے بانی، امام، امیر اور رہبر حضرت محمد ﷺ جب فارحرا سے نورنبوت "لے کر آتے رہے تھے ..... یہ لشکر بس ایک فرد پر مشتمل تھا ..... جب آپ ﷺ گھر پہنچے تو لشکر میں اضافہ ہوا اور افراد دو ہوگئے اور اسی دن ..... دو اور افراد بھی لشکر کا حصہ بن گئے ..... اور تعداد چار ہوگئی ..... دو مرد، ایک عورت اور ایک بچہ ..... اور مقابلہ تھا ساری دنیا کے شیطانی طاغوتی نظام سے ..... یہ منظر دیکھتے ہوئے بھی انسان کے اعصاب جواب دے جاتے ہیں ..... دنیا میں جو بھی کسی دعوے کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے ..... اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی قبیلہ، کوئی قبیلہ، کوئی انسانی جتھا، کوئی طاقت ہوتی ہے ..... مگر یہ لشکر بس ان چار نفوس پر مشتمل تھا ..... اور باقی ہر کوئی دشمن ..... کام شروع ہوا تو ترقی کم اور مشقت زیادہ تھی ..... چالیس افراد بننے بننے کئی سال بیت گئے ..... اور کئی قیامتیں ٹوٹ گئیں .....

مگر مدنی لشکر ..... کبھی حوصلہ نہیں ہارتا ..... مدنی لشکر کبھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتا ..... مدنی لشکر کبھی اپنے مقصد کو نہیں بھولتا ..... استقامت اور مسلسل محنت اس لشکر کی وہ شان ہے ..... جو دنیا کے کسی لشکر میں نہیں ہے ..... لشکر کہ مکرمہ میں تیار ہو رہا تھا ..... اور پھاوڑی مدینہ منورہ میں بن رہی تھی ..... لشکر اور پھاوڑی اکٹھے ہوتے ہیں تو ..... جہاد شروع ہو جاتا ہے .....

اور پھر وہ شروع ہو گیا ..... اور زخم کھاتا گرتا پڑتا ..... مسلسل قدم بڑھاتا دنیا بھر میں پھیلتا چلا گیا .....

اگلا منظرنامہ

مدنی لشکر کے جہاد کی بھی یہی شان تھی ..... استقامت اور مسلسل محنت ..... چنانچہ وہ نہ فتح میں اترا ..... اور نہ ظاہری شکست میں گھبرایا ..... وہ نہ کہیں اُڑ کر گرا ..... اور نہ کہیں زخم کھا کر گرا ..... وہ نہ دنیا میں پھیلائی دنیا کی ہری بھری گود میں رکھی ..... اور نہ منہ موڑنی صدمے پہنچائی مصیبتوں میں اُٹھا ..... وہ چلتا گیا ..... اور زمین اس کے آگے بچھتی گئی ..... وہ اسلام کو لے کر بڑھتا گیا اور کفر کا نظام دنیا سے مٹتا گیا ..... ہاں! محمدی لشکر یعنی مدنی لشکر نے وہ فتوحات حاصل کیں جو دنیا کی کوئی قوم کبھی حاصل نہ کر سکی ..... صرف تیس سال کے عرصہ میں اسلام دنیا کی سب سے بڑی طاقت بن گیا ..... ایک ناقابل شکست طاقت ..... روم کے رومانے بڑی طاقت ..... فارس کے کسریٰ سے بڑی طاقت .....

بھیانک منظرنامہ

ایک ہزار سال تک دنیا کی سب سے بڑی طاقت بنے والا "اسلام" پھر آزمائشوں کا شکار ہوا ..... شیطان نے اپنے حواریوں کو ..... حکم کر لیا ..... کفر اور نفاق کے بندھن مضبوط ہوا ..... اور مسلمانوں پر اندر باہر سے یلغاریں ہونے لگیں ..... نہ رکنے کی اور نہ مڑنے والا مدنی لشکر تھم گیا ..... اور لشکر میں نہیں ہے ..... لشکر کہ مکرمہ میں تیار ہو رہا تھا ..... اور پھاوڑی مدینہ منورہ میں بن رہی تھی ..... لشکر اور پھاوڑی اکٹھے ہوتے ہیں تو ..... جہاد شروع ہو جاتا ہے .....

اور پھر وہ شروع ہو گیا ..... اور زخم کھاتا گرتا پڑتا ..... مسلسل قدم بڑھاتا دنیا بھر میں پھیلتا چلا گیا .....

اگلا منظرنامہ

مدنی لشکر کے جہاد کی بھی یہی شان تھی ..... استقامت اور مسلسل محنت ..... چنانچہ وہ نہ فتح میں اترا ..... اور نہ ظاہری شکست میں گھبرایا ..... وہ نہ کہیں اُڑ کر گرا ..... اور نہ کہیں زخم کھا کر گرا ..... وہ نہ دنیا میں پھیلائی دنیا کی ہری بھری گود میں رکھی ..... اور نہ منہ موڑنی صدمے پہنچائی مصیبتوں میں اُٹھا ..... وہ چلتا گیا ..... اور زمین اس کے آگے بچھتی گئی ..... وہ اسلام کو لے کر بڑھتا گیا اور کفر کا نظام دنیا سے مٹتا گیا ..... ہاں! محمدی لشکر یعنی مدنی لشکر نے وہ فتوحات حاصل کیں جو دنیا کی کوئی قوم کبھی حاصل نہ کر سکی ..... صرف تیس سال کے عرصہ میں اسلام دنیا کی سب سے بڑی طاقت بن گیا ..... ایک ناقابل شکست طاقت ..... روم کے رومانے بڑی طاقت ..... فارس کے کسریٰ سے بڑی طاقت .....

> اسلام ختم نہیں ہو سکتا اور مسلمانوں کا صفایا نہیں ہو سکتا ..... یہ اُمت آخری اُمت ہے ..... اس نے آخر تک رہنا ہے ..... دنیا کے سارے ایٹم بم ایک ہی وقت میں چلا دیئے جائیں تب بھی اسلام اور مسلمان ختم نہیں ہو سکتے ..... یہ قرآن عظیم الشان کا سچا وعدہ ہے ..... یہ حضرت آقا مدنی ﷺ کی مقبول دعاء کا معجزہ ہے .....

> وہ خوش نصیب افراد جو اس زمانے میں "مدنی لشکر" کا حصہ ہیں وہ ..... اپنا حوصلہ، اسٹینا اور عزم مضبوط کریں ..... وہ اگر بڑھتی عمر کے تقاضوں، مسلسل آزمائشوں اور اُکتا دینے والی صورتحال سے نہ گھبرائے ..... اور میدان میں ڈٹے رہے تو اُن کے دشمن ایک ایک کر کے پگھلتے جائیں گے .....

مثال لیجئے

لمبی جنگ ..... بکوں کو بھی تھکا دیتی ہے اور افراد کو بھی ..... لمبی جنگ بڑی سے بڑی طاقت کو اندر سے کھوکھلا کر دیتی ہے ..... آپ سوویت یونین کو دیکھیں وہ ایک خطرناک طاقت کے ساتھ آگے بڑھا ..... اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے سائبیریا کے پہاڑوں سے ..... دریائے آمو تک کے میدانوں کو ہڑپ کر لیا ..... مگر پھر وہ افغانستان میں آ تو گیا یہاں پر ..... ایک لمبی اور طویل جنگ کا سامنا کرنا پڑا ..... لمبی جنگ آپ کو کیا دیتی ہے؟

روز کے خرچے، زخمیوں اور معذوروں کے ریلے ..... مسلسل فکر مندی ..... بڑے بڑے قبرستان ..... مرنے والوں کے ورثاء کے لاوارث تھے اور اسی طرح کی کئی چیزیں ..... یہ سب کچھ سوویت یونین کو اندر ہی اندر سے کھلاتا گیا ..... اور صرف دس سال میں دنیا کا مضبوط ترین ملک اور اتحاد ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گیا ..... اور اب امریکہ بالکل اسی صورتحال سے دوچار ہونے جا رہا ہے ..... شمیر کی لمبی لڑائی نے اٹلیا کو ایسا کھوکھلا کر دیا ہے کہ ..... وہ ساری دنیا کی منتیں کر رہا ہے کہ ..... میں نے ایک سرجیکل سٹرائیک کیا ہے ..... آپ لوگوں کو اگرچہ نظر نہیں آیا مگر میری ناک کو آپ اُسے مان لیں ..... کیونکہ میں نے وہ سٹرائیک بہت چپکے سے چھوڑا ہے .....

اصل بات

یہ ساری تمہید عرض کرنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ ..... اب جو کفر اور اسلام کی جنگ شروع ہو چکی ہے ..... یہ بہت لمبی اور اعصاب شکن ہے ..... اور اس جنگ میں صرف وہی فریق جیتے گا ..... جو زیادہ دیر تک لڑ سکا ..... آج کل کی جنگ ماضی کی جنگوں جیسی نہیں ہے کہ ..... بادشاہ مارا وہ جنگ ختم ..... کسی کا امیر مارا وہ جنگ ختم ..... یا جرنیل مارا وہ جنگ ختم ..... وہ چار کرارے دار کر دو جنگ ختم ..... نہیں اب ان چیزوں سے جنگ پر کوئی اثر نہیں پڑتا ..... اب صرف اس بات کا اثر پڑتا ہے کہ ..... کون سا فریق کب تک میدان میں رہتا ہے ..... اور کب تک میدان میں رہ سکتا ہے ..... اس لئے وہ خوش نصیب افراد جو اس زمانے میں "مدنی لشکر" کا حصہ ہیں وہ ..... اپنا حوصلہ، اسٹینا اور عزم مضبوط کریں ..... وہ اگر بڑھتی عمر کے تقاضوں، مسلسل آزمائشوں اور اُکتا دینے والی صورتحال سے نہ گھبرائے ..... اور میدان میں ڈٹے رہے تو اُن کے دشمن ایک ایک کر کے پگھلتے جائیں گے ..... اسی لئے ضروری ہے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہیں ..... اپنے عزم کو تازہ کرتے رہیں ..... اور مدنی لشکر کی اصل شان کے مطابق ..... استقامت اور مسلسل محنت سے نہ اُکتائیں ..... آپ کی کوئی محنت ضائع نہیں جا رہی کفر سے جنگ ہی ایسی ہے کہ ..... فوری نتائج نہیں دکھاتی ..... اس لئے نہ گھبرائیں ..... نہ تھکیں، نہ اُکتائیں اور نہ پیچھے ہٹیں .....

ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین

لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللھم صل علی سیدنا محمد والہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

☆☆☆

اظہار تعزیت

غم

بھائی سیف الاسلام (رکن شوریٰ) کی خوشدامن مفتی ابزر (المرابطون) کی والدہ، بھائی رفیق (کراچی) کی والدہ اور بھائی عبدالاحد (رحیم یار خان) کی بھاجی کے سانحہ ارتحال پر ہم کی پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعاء گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو مغفرت کاملہ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطیہ فرمائیں۔ آمین

منجانب

امیر المجاہدین حضرت مولانا محمد مسعود ازہر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

و ادارہ اھم

کلمۂ حق

مولانا محمد منصور احمد

l.maqsood313@yahoo.com

ہر گناہ آگ کا ایک انگارہ ہے، جس سے انسان اپنی زندگی کے اسے جسم کو، اپنی عقل کو اور پھر اپنی قبرہ آخرت کو نذر آتش کرتا ہے۔ پھر انسان جس گناہ کو گناہ سمجھتا ہے، اس کو گرتے دقت دل و دماغ کرابہت محسوس کرتا ہے۔ ضمیر احتجاج کرتا ہے اور کبھی نہ کبھی، اگر توفیق الٰہی شامل حال ہو تو اپنے گناہ سے توبہ کی توفیق بھی نصیب ہو جاتی ہے۔

لیکن اگر خدانخواستہ ماحول کی خرابی، گناہوں کی کثرت یا گمراہ کن دلائل کی وجہ سے کسی گناہ کا گناہ ہونا ہی ذہن سے نکل جائے تو یہ بہت پریشان کن مرحلہ ہوتا ہے۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے دنیاوی معاملے سے کوئی بیمار شخص اسی وقت اپنا علاج کرواتا ہے جب اُسے اپنی بیماری کا شعور اور احساس ہوتا ہے لیکن اگر وہ اپنی بیماری کو تفریح یا کمال سمجھنے لگے تو پھر وہ کبھی اپنا علاج کروانے کا؟ ایسا مریض تو دانا اُس شخص کو جو اُسے علاج کی طرف متوجہ کرے اپنا دشمن سمجھے گا اور اسی پر پیش طعن شروع کر دے گا۔

ایسے گناہوں میں سے جن کا مضبوط حکم اور خصوص دلائل سے گناہ ثابت ہے اور مسلمان بھی ہمیشہ سے انہیں گناہ ہی سمجھتے چلے آئیں لیکن اب رفتہ رفتہ ہمارے دل و دماغ سے اُس کی برائی ختم ہوتی جا رہی ہے سر فہرست بدنظری کا گناہ ہے۔ یہ گناہ ایک مسلسل عذاب اور منہ زور سیلاب کی طرح ہمارے معاشرے پر مسلط ہوتا جا رہا ہے۔

آج ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں جو برسر عام اور کھلم کھلا اس گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں لیکن اب تو انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور دیگر خیالی آلات کی وجہ سے ایک طبقہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جو اعلانیہ تو بدنظری کا گناہ نہیں کر سکتا لیکن سوشل فن اور کمپیوٹر کی سکرین پر جو چیز دیکھنا وہ جائز سمجھتا ہے۔ اُن کے خیال میں راستوں اور بازاروں میں تو یہ حرکت معیوب اور قابل گرفت ہے لیکن کمروں اور پردوں کے اندر چھپ کر ایسا کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔

پھر اس گناہ کی ثانویات الگ الگ ہیں۔ کوئی اسے ضرورت زیادہ کہتا ہے تو کوئی تفریح ضائع خیال کرتا ہے۔ کوئی کسی طرح اپنے آپ کو دھوکہ دیتا ہے اور کوئی حرعذت کے بہانے اور دینے تراشتا ہے لیکن یہ حقیقت کیسے فراموش کی جا سکتی ہے کہ جس چیز کو باہر کی دنیا میں دیکھنا ہمارے لیے حلال اور جائز نہیں اُسے صرف سکرین پر آ جانے سے دیکھنا کیسے جائز اور درست ہو جاتا ہے۔

یاد رکھیں! اسلام دین فطرت ہے اور اس نے کسی بھی ایسے کام سے ہمیں منع نہیں کیا جس میں ہمارے لیے کوئی فائدہ ہو یہ نہیں صرف انجی کا معاملہ اور ہاتھوں سے روکنا ہے جن سے ہماری قبرہ آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا بھی تباہ ہوتی ہے، ہماری صحت بھی برباد ہوتی ہے، ہمارا دل بھی افسردہ ہوتا ہے، ہمارا ضمیر بھی مردہ ہوتا ہے ہمارے روزمرہ کے حالات زندگی بھی بری طرح متاثر ہوتے ہیں اور صرف چند لمحوں کے نقصانی اور شیطانی مزے کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

بدنظری خواہ کھلے عام بازاروں میں کم ہو یا بند کمروں میں اس کی تباہی اور بربادی میں کسی کوئی فرق نہیں آتا۔ اس کے نتیجے میں انسان کی تہذیب ختم ہو جاتی ہے اور یادداشت کمزور ہو جاتی ہے۔ ایسا انسان بے خوابی اور تیزی کی کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ دیمک جس شخص کو لگ جائے، وہ اندر اندر سے ایسا کھوکھلا ہو جاتا ہے کہ کاہلی، سستی اور اجتماعی کاموں سے دور رہنا اُس کی طبیعت بن جاتی ہے اور وہ انفرادی زندگی کا عادی بنتا چلا جاتا ہے۔ ایسے انسان کو غیر محسوس طریقے سے ذہنی پریشانیاں جکڑ لیتی ہیں جس کے نتیجے میں مزاج کی تلخی، جلدی غصہ آنا اور بات بات پر مشتعل ہو جانا اُس کا معمول بن جاتا ہے۔ پھر صرف ذہنی اور نفسیاتی بیماریوں پر بات ختم نہیں ہوتی، یہ گناہ اپنے ساتھ بے شمار جسمانی بیماریاں بھی لے کر آتا ہے۔

بعثیت ایک مسلمان کے ہمیں سوچنا چاہیے کہ آخر کوئی تو بات ہے کہ قرآن مجید اور احادیث طیبہ میں ہمیں بار بار گناہوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ

ترجمہ: مومن مردوں کے کہہ دو کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ کرتے ہیں خدا اُن سے خبردار ہے، اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔ (سورۃ النور ۳۰،۳۱)

ابن قیمؒ اپنی کتاب "الجواب الکافی" میں لکھتے ہیں:

"زنا کا آغاز نظروں سے ہوتا ہے، اسی لئے شرمگاہ کی حفاظت سے پہلے نگاہوں کی حفاظت کی تاکید کی گئی، چونکہ تمام واقعات کا آغاز نگاہوں سے ہوتا ہے۔ جس نے اپنی نگاہوں کو آزاد چھوڑ دیا، اس نے اپنے آپ کو ہلاکت کے منہ میں ڈالا، انسان کو کچلنے والی عام مصیبتوں اور آفات میں سب سے پہلے نظر کے ذریعے ہی مصیبت اور پریشانیاں پہنچتی ہیں، جب انسان نظروں کی لاپرواہی کے سبب مصیبت میں پڑ جاتا ہے تو پھر اسے سوائے افسوس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا، وہ ایسی حالت میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اس پر اسے نہ صبر کرنے کی طاقت ہوتی ہے اور نہ اسے چھوڑنے کی، اور یہ انسان کے لئے سب سے بڑا عذاب ہوتا ہے"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ

یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے (سورۃ انور: ۳۰)

یعنی نگاہوں اور شرمگاہ کی حفاظت انسان کے لئے زیادہ پاکیزہ اور دین کے لئے زیادہ مفید اور مومن کے لئے دنیا و آخرت میں زیادہ کارآمد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فعل بصر یعنی نگاہوں کو پکڑ رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کا حکم بندوں پر مشقت کے طور پر ہرگز نہیں دیا، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لئے ایک عظیم رحمت ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"آنکھوں کا زنا (شہوت سے) دیکھنا ہے۔ زبان کا زنا (شہوت کی بات) بولنا ہے۔ کانوں کا زنا (شہوت کی بات) سننا ہے۔ ہاتھوں کا زنا (شہوت سے) تھامنا ہے اور پیروں کا زنا (شہوت کے ناجائز تحمیل کے لیے) چلنا ہے۔ دل خواہش، تمنا اور آرزو کرتا ہے۔ پھر شرمگاہ یا تو سب کو سچا کر دیتی ہے یا جھوٹا بنا دیتی ہے"۔

حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ کے زنا سے آغاز فرمایا، اس لئے کہ ہاتھ، پیر، دل، اور شرمگاہ سب کی اصل آنکھ ہے۔

مسلم شریف میں حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے اچانک پڑنے والی نظر کے بارے میں دریافت کیا، آپ نے فرمایا: اپنی نظروں کو پھیر دیا کرو اور ایک روایت میں اس طرح ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نگاہوں کے پھیرنے کا حکم دیا۔

نبی کریم ﷺ نے نگاہوں کو نیچے رکھنے کے عمل کو راستے کے حقوق میں شامل فرمایا، راستے میں بیٹھنے والے ہر مسلمان پر اپنی نگاہوں کو جھکائے رکھنا ضروری ہے، اس لئے کہ یہ راستے کا حق ہے، مسلم شریف میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "راستوں میں بیٹھنے سے بچو" صحابہ نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! راستے میں ہمارے بیٹھنے سے کیا فرق پڑتا ہے، ہم تو بیٹھے بیٹھے بات چیت کرتے ہیں" آپ نے فرمایا: اگر تم بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو راستے کو اس کا حق دو، صحابہ نے پوچھا: راستے کے کیا حقوق ہیں؟ آپ نے فرمایا: نگاہوں کو جھکائے رکھنا، تکلیف دہ چیز کو ہٹانا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں: جب تمہارے پاس سے کوئی (غیر محرم) عورت گذرے تو تم اپنی نگاہوں کو نیچے کر دو، یہاں تک کہ عورت تمہارے پاس سے گذر جائے۔

ربیع ابن خثیم ایک مرتبہ راستے سے گذر رہے تھے، تو ان کے پاس سے چند عورتیں گذریں، آپ نے اپنی نگاہوں کو جھکا دیا، عورتوں نے جب انہیں دیکھا تو سمجھے گئی کہ وہ نابینا ہے، تو ان خواتین نے نابینا آدمی کو دیکھ کر اندھے پن سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی۔

یہ تھے وہ لوگ جن کے دل حرام سے پاک تھے، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں علاوت ایمانی سے نوازا اور دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی سے سرفراز فرمایا۔

دل میں آج تک رونما ہونے والے تمام فتنوں و شور کا اصل سبب لگاہ کا فتنہ ہے۔

یقیناً اللہ سب العزت کان، آنکھ، اور دل کے بارے میں بندے سے سوال کرے گا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا (سورۃ الاسراء: ۳۶)

بلکہ یہ آنکھ کل روز قیامت بندے کے خلاف گواہی دینے کی زبان لائی ہے:

(حَتّٰٓی اِذَا مَا جَآءُوْھَا شَھِدَ عَلَیْھِمْ سَمْعُھُمْ وَاَبْصَارُھُمْ وَجُلُوْدُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (سورۃ فصلت: ۲۰)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور آنکھیں اور چمڑے (یعنی دوسرے اعضا) ان کے خلاف ان کے اعمال کی شہادت دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نظروں اور دلوں کے تمام بھیدوں کو جاننے والا ہے، فرمان الٰہی ہے:

یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ

ترجمہ: وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جو (باتیں) سینوں میں پوشیدہ ہیں (ان کو بھی) (سورۃ غافر: ۱۹)

آیت بالا کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: یہ وہ آدمی ہے جو لوگوں کے درمیان میں ہو، اس کے پاس سے عورت گذرتی ہے، تو وہ دو کونوں کو پہ نگاہ کرتا ہے کہ اس کی نگاہیں بچی ہیں اور وہ عورت کو دیکھتی رہا ہے، وہ لوگوں کو اگر نظر میں، دیکھتا ہے تو پھر عورت پر نظریں ڈالنے لگتا ہے، اگر اسے خدشہ ہوتا ہے کہ لوگ اسے سمجھ جائیں گے تو اپنی نظروں کو جھکا دیتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کے بھید سے بخوبی واقف ہے کہ وہ آدمی نہ صرف عورت کو دیکھنا چاہتا ہے بلکہ اس کی خواہش تو اس کی حرص کی دیکھنے کی ہے۔

جنید بغدادیؒ سے پوچھا گیا: "نگاہوں کی حفاظت کیا علاج ہے؟ فرمایا: یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی نظر تمہاری نظر سے تیز ہے۔

بالشہ حضرت جنید بغدادیؒ نے جو کچھ فرمایا وہ سولہ آنے درست ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس گناہ کا علاج سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ انسان سب سے پہلے اس بات کا عزم باسمل کرے کہ میرے لیے کیا دیکھنا جائز ہے اور کیا دیکھنا ناجائز ہے؟ پھر اُن دنیاوی اور دینی تضامنات اور آخرت کے دردناک عذاب کو سوچے جو اس گناہ پر پکڑے کر دیں گے کہ اس کے بعد بھی وہ گناہ سے رک نہ سکے تو کیا ہوگا؟ پھر اس دنیا میں خوف خدا اور فکر آخرت پیدا ہو جائے۔

بقیہ صفحہ ۵ پر

ہم کیا دیکھ رہے ہیں؟

معارف سورۃ یوسف

حضرت مولانا بشیر احمد حسینی

الٰہ وعلی "ئی" ضمیر کا مرجع کون ہے؟

شیخ الاسلام حضرت علامہ عثمانیؒ نے "ورائی" کی ضمیر کے دو سے مرجع کو جو ذکر فرمایا ہے اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اس پر غور کرنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ یہ امر سرسری نظر سے کیا گیا اور یہ کام بعض مفسرین اور خیال خام مصطفیٰ نے کیا ہے۔

اس ضمیر کا مرجع (عزیز مصر اور زلیخا کا شوہر) ہم نے حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر، محدث دہلویؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سے نقل کیا ہے یہ واضح ہے، کیونکہ خواص و اہل اور مشبوط برابین اس کی طرف ہیں۔ اس مرجع پر توجہ کرنے سے یہ بات خوب منور اور اجاگر ہو جاتی ہے کہ اس مرجع میں کمزوری نظر تحقیقی اعمر اور بھی گہرا کا چند پڑ ہوا ہے، کیونکہ اس دور میں جس طرح مجوعہ تخصیص جائز تھا بالکل اسی طرح بڑے بڑے لوگوں کو "رب" کہنا جائز اور تمام اپنے آقا و مالک کو بھی "رب" کہتا تھا۔ حتیٰ کہ سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی جا مرجع شاہ مصر کو اسی طرح "رب" کہا:

۱) یوسف (آیت ۴۱)

۲) یوسف (آیت ۴۲)

۳) یوسف (آیت ۴۲)

۴) یوسف (آیت ۵۰)

چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر اور زلیخا کے شوہر نے خریدا، پالا پوسا اور آپ کی خاطر رکھا تھا۔ بس اسی معقول وجہ سے آپ علیہ السلام نے عزیز مصر کو "اسمہ رسی" کہا۔ اس سے یہ صداقت خوب منور اور اجاگر ہوگئی کہ "انہ" کی ضمیر کا صحیح مرجع "عزیز مصر" ہے اور جمہور مفسرین کرام اسی مرجع کے قائل ہیں، وہیں جمہور مفسرین کرام کے قول کو ٹھکرا کر ان مقدس شخصیتوں کو گستاخانہ اور بے ادبانہ انداز کی سمجھ بتانا ایک صاحب علم کی شایان شان نہیں۔

اصرار وانکار

"ولقد همت به وهم بها لولا ان رابرهان ربه" (آیت ۲۴)

اور البتہ عورت نے تو کرنا اس کا اور اس نے تو کرنا عورت کا کرتا، تو اگر یہ نہ دیکھتا دلیل اپنے رب کی۔

ان الفاظ مبارک میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے بظیفہ حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کے واقعہ کا اور دونوں کے "ھم" کا ذکر اور حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے جواب رب تعالیٰ کی برہان رسیحی تھی اس کا بیان ہے۔

پہلا ھم: عزیز مصر کی عورت زلیخا کا۔

دوسرا ھم: حضرت یوسف علیہ السلام کا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے "ھم" "پہل" اور "قد" "موجود" ہیں۔

چونکہ اس آیت مبارکہ کی بھی دو تعبیریں ہیں اس لئے ان دونوں کو نقل کیا جاتا ہے۔ حضرت امام ابن کثیرؒ تحریر فرماتے ہیں:

"سلف کی ایک جماعت سے تو اس آیت کے بارے میں دو معرفی ہے جو ان جزئیہ فرمادیا ہے اور کہا گیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کا قصد اس عورت کے ساتھ صرف نفس کا تکا تھا۔ بغوی کی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے کہ جب میرا کوئی بندہ نیکی کا ارادہ کرے تو اس کی نیکی لکھو اور جب اس نیکی کو کر گزرے تو اس عمل میں دس گنی لو، چونکہ اس نے میری وجہ سے اس برائی کو چھوڑا تھا اور اگر اس برائی کو کر ہی گزرے تو اس کے برابر اسے لکھ لو۔ اس حدیث کے الفاظ اور بھی کئی ایک ہیں، اصل بخاری و مسلم میں ہی ہے، ایک قول یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اسے مارنے کا قصد کیا تھا، ایک قول یہ ہے کہ اسے بوسہ دینے کی تمنا کی تھی، ایک قول یہ ہے کہ آپ علیہ السلام قصد کرتے اگر دلیل نہ دیکھتے لیکن چونکہ دلیل دیکھ لی قصد نہیں فرمایا، لیکن اس قول میں عربی زبان کی حیثیت سے کلام ہے جملہ اسمیہ ان جزئیہ مجرورہ نے بیان فرمادیا ہے۔ چوتھے اقوال قصد یوسف علیہ السلام کے متعلق ہیں، دو دلیل جواب دے رہی تھی اس کے متعلق بھی اقوال ملاحظہ فرمائیے، کہتے ہیں اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھا کہ گویا وہ اپنی انگلی منہ میں ڈالے کھڑے ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کے سینے پر آپ کے ہاتھ مارا، کہتے ہیں اپنے پروردگار کی نشانی دیکھی، کہتے ہیں کہ اس پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی: **لاتقربوا الزنی انه کان فاحشة و مقتا وساء سبیلا** (خبردار زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا وہ بڑی بے حیائی کا اور خدا کے غضب کا کام ہے اور وہ بڑا ہی برا راستہ ہے۔ کہتے ہیں تین آیتیں لکھی ہوئی تھیں، ایک تو ان **علیکم لحفظین** کرام کاتبین عظیم ہیں، دوسری **وما تکون فی شان** تم جس حال میں ہو خود تمہارے ساتھ ہے، تیسری آیت **افمن هو قائم** الخ خدا پر نگہبانی کے عمل پر حاضر و ناظر ہے۔ کہتے ہیں کہ چوتھا آیتیں لکھی ہوئی تھیں وہی جو اوپر میں ایک اور حرمت زنا کی جو اس سے پہلے ہے، کہتے ہیں کہ کوئی آیت دیوار پر ممانعت زنا کے بارے میں لکھی ہوئی پائی، کہتے ہیں ایک نشان تھا جو آپ کے ارادے سے آپ کو روک رہا تھا ممکن ہے وہ صورت یعقوب علیہ السلام ہو اور ممکن ہے اپنے خریدنے والے کی صورت ہو اور ممکن ہے آیت قرآنی اور کوئی ایسی صاف دلیل نہیں کہ کسی خاص ایک چیز کے لیفیے پر ہم جزم نہیں۔ یہاں بہت کیف راہ ہمارے لئے یہی ہے کہ اسے یونہی مطلق چھوڑ دیا جائے جیسے فرمان خدا میں بھی اطلاق ہے (اسی طرح قصد کو بھی مطلق فرمایا ہے ہم نے جس طرح اس وقت ایک دلیل دکھا کر برائی سے بچایا اسی طرح اس کے اور کاموں میں بھی ہم اس کی مدد کرتے رہے اور اسے برائیوں اور بے حیائیوں سے محفوظ رکھتے رہے، وہ تھا ہی ہمارا برگزیدہ بندہ و بہترین اور مخلص بندہ اللہ کی طرف سے آپ علیہ السلام پر درود وسلام نازل ہو۔ (تفسیر ابن کثیر اردو)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اسی آیت مبارکہ کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

"اور اس عورت کے دل میں ان کا خیال (عزم کے درجہ میں) جم ہی رہا تھا اور ان کو بھی اس عورت کا کچھ خیال (عزم کے درجہ میں) ہو چلا تھا جو کہ اقتضاء ما ہو بہ جبراً گرنے کے روز وہ میں پانی کی طرف میلان طبعی ہوتا ہے کہ فرد وذ ذاکے کا موسیقک بھی نہیں تھا (۱۱۲) مگر اپنے رب کی دلیل کو (یعنی اس فعل کے گناہ ہونے کی دلیل کو کہ عزم شرعی ہے) انہوں نے دیکھا ہوتا (یعنی ان کو علم شریعت جو تھوڑا بہت تھوڑے کے ساتھ ہے، ہوتا) تو زیادہ خیال ہو جاتا عجب نہ تھا (کیونکہ دوامی اور اسباب ایسے ہی تھے کہ جبر کام ہے اسی طرح بن گئے تھے) یا تو ہم اس صبر وار کبیرہ گناہ کو دور کیا جس (یعنی ارادے سے بندوں میں سے تھے (اور برگزیدہ بھی تھے) اور دوسرے کو بھی ہونے کے بن کے لئے صحت لازم ہے کہ)۔۔۔۔

(جاری ہے)

کلامِ ہادیٔ عالم ﷺ

معارفِ نبوی

حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا بڑی شدت سے اس کا اظہار کیا کرتی تھیں فرماتی تھیں کہ روزانہ تو زندوں کا عمل ہے، میت کو کیا علم عذاب ہوگا؟ قرآن تو یہ کہتا ہے: **وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی** "کوئی اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا (فاطر/۱۸) اور فرمایا کرتی تھیں: "رحم اللہ علی ابی عبدالرحمن! انہ لم یکذب" "اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے، وہ بات تو غلط نہیں کہتے تھے، کیونکہ بھی انہوں نے تھے یہ ہوا تھا کہ کچھ لوگ یہودیوں میں اپنی میت پر روتے تھے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہاں کو رو رہے ہیں اور اس کو عذاب ہو رہا ہے۔ تو وہ فرمانی ہیں کہ یہ علم ہمیں تھا۔

بہرحال حدیث بالکل صحیح ہے، علامہ ذہبیؒ نے اس کی توجیہ یہ کی ہے کہ اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ جاتے کے میرا ماتم نہ ہو تو یہ حدیث اپنے شخص کے متعلق ہے، جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں بعض لوگ وصیت کیا کرتے تھے کہ مرنے کے بعد جب نوحہ کرنا تو کہنا لوگ سمجھیں بہت بڑا آدمی رخصت ہو گیا، یہ حدیث اس شخص کے بارے میں ہے۔ اس طرح وہ شخص کہ جس کو معلوم ہے کہ میرا ماتم کی مجلسیں برپا ہوتی ہیں، اس کے باوجود منع کر کے نہیں گیا، اس کو بھی عذاب ہوتا ہے اور بعض اکابر نے فرمایا کہ ایک حدیث میں یوں آتا ہے کہ جب رونے والے اس پر روتے ہیں تو اس کے اوصاف بیان کرتے ہیں کہ تو ایسا تھا، تو ایسا تھا، جب اکابر کو یوں کی عادت ہوتی ہے تو فرشتہ اس کو چوکا دیتے کر کہتا ہے کہ: "اھکذا کنت؟" (سنداحمد جس جنبل) کیا تو ایسا ہی تھا؟ یہ عذاب اس میت کو ہوتا ہے جس کی غیر واقعی صفات بیان کرتے ہیں اور اس کو خوشے مارتے ہیں۔

قبر میں بدنامیوں کے مراتب کا فتنہ

"ان ناس الدنیا والبرزخ" شہید الایمان میں عبداللہ بن محمود معولی نے نقل کیا ہے کہ میں ایک دن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ یہ لوگ آ کر کہنے لگے: "ہم تم سے ترکے لے کر جاتے ہمارے ساتھ ایک صاحب تھے جن کا انتقال ہو گیا، ہم نے ان کے غسل وکفن سے فراغت کے بعد ان کے لئے قبر کھودی، ابھی ہم اس کی تدفین کرنا ہی چاہتے تھے کہ یکایک اس قبر میں ایک بہت بڑا کالا سانپ ہے، جس نے قبر کو بھر رکھا ہے، ہم نے دوسری قبر کھودی تو دوسری قبر کھودی، تو وہاں بھی یہی معاملہ تھا تو ہم آپ کے پاس آئے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟" ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پاس کا وہ دھوکا اور کھوٹ ہے جو کیا کرتا تھا۔ یعنی اس کا نقاد ہوتا: پاس کا وہ عمل ہے جو وہ کیا کرتا تھا۔ جاؤ! ان کو اس میں سے کسی قبر میں دفن کر دو، پھر حکم ہے اس ذات کی جس نے قبضہ میں میری جان ہے! تم میں کی زمین میں جہاں اس کے لئے قبر کھودو گے اس سانپ کو اس میں پاؤ گے۔

راوی کہتا ہے کہ ہم نے ان میں سے ایک قبر میں اس کو دفن کر دیا، اب ہم نے سے رات اور گھر فراغت تو اس کی بیوی کے پاس گئے اور اس سے پوچھا کہ تیرا شوہر کیا عمل کرتا تھا؟ اس نے کہا: کتم می کی تجارت کرتا تھا، جنتر اور کاتم کا قرجہ تا دوا تا تھا لیکن اتنا تھا اور اس کی جگہ کتم کا دوسرا حصہ یعنی جو دیر اس میں دفن کر دیا تم سمجھ کا روی دوسرا تھا۔"

تشریح: یعنی ساتھیوں کا قافلہ جا رہا تھا، ایک ساتھی کا راستے میں کہ مکرمہ کے قریب تھا کہ انتقال ہو گیا، اس کو کفن دینے کے بعد تابوت میں بند کر دفن کرنے لگے، قبر کھودی تو ایک بڑا سانپ جس کا تو ذہا بیٹھ تھا، اس نے پوری قبر گھیر رکھی ہوئی ہے، لوگ حیرت زدہ ہو گئے دوسری جگہ کھودی تو وہاں بھی یہی ہوا، تیسری کھودی تو وہاں بھی یہی صورت حال، تو لوگ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا کہ حضرت! کیا کریں؟ فرمایا: ساری دنیا کی زمین بھی کھودو گے تو یہ تمہیں وہاں بھی ملے گا، یہ اس کا عمل ہے سانپ بن گیا ہے!

جو قبر میں ہم سانپ اور بچھو کا سنتے ہیں، یہ حقیقت ہے، یہ عمل زمانے کی باتیں نہیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے پاک ارشادات ہیں اور یہ سانپ اور بچھو اور دوسرے کیڑے مکوڑے اور حشرات الارض اور درندے بلائیں یہ ساری کی ساری اس کے اپنے اعمال ہیں اور جو قبر کو دھنہ ریاض الجنۃ یعنی جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے یہی اپنے اعمال ہیں، جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی تجارت کرتا تھا، جنتر اور کاتم کا قرجہ تا دوا تا تھا لیکن اتنا تھا اور اس کی جگہ کتم کا دوسرا حصہ یعنی جو دیر اس میں دفن کر دیا تم سمجھ کا روی دوسرا تھا۔"

قیامت کے دن دل تنگ کرنے والے مناظر میں سے

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جو زیادہ مال والے ہیں وہی قیامت کے دن مفلس ہوں گے، مگر جس نے مال کو خرچ کیا اس طرح اور اس طرح اور اس طرح، یعنی دائیں بائیں آگے پیچھے۔" (صحیح بخاری، کتاب لستاذ کا باب والدین سدیث ۲۴۳۳)

☆۔۔۔☆۔۔۔☆

قال ابن عابدین رحمه الله: ولا یضر الفصالة اى بالالیة مثلاً وقوله: "وتشکله" من عطف المسبب على السبب، وعبارة شرح المنیة: اعالو کان غلیظا لایری منه ما یبرء به ولا انه النصل بالعظم، وتشکل بشکله فصار شکل العضو مرئیا، فینبغی لو لا یمنع جواز الصلاة لحصول الستر الخ قال ط: وانظر هل یحرم النظر الى ذلک المتشکل مطلقاً اوحیث وجدت الشهوة الخ قلت: سنکلم على ذالک فی کتاب الحظر والذی یظهر من کلامهم هنا هو الاول (رد المحتار: ۱/ ۳۸۱) والله تعالیٰ اعلم (حسن الفتاویٰ، جلد ۳ ص ۳۰۳)

الجواب وباللہ التوفیق:

حامداً ومصلیاً ومسلماً:

لباس کے بارے میں مطلب شرعی کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ وہ (لباس) ساتر ہو، یعنی جس کے لئے چھپانا واجب ہے وہ دکھلا نہ رہے، نہ ایسا مہین و باریک ہو کہ جسم نظر آنے لگے اور نہ اتنا تنگ ہو کہ بدن کے واجب الستر اعضاء میں سے کسی کی بناوٹ اور حجم نظر آ جائے: "فمی تکملة فتح الملهم: فکل لباس یحکی بکثف معه جزء من صورة الرجل والمراد الا نظرة الشریعة الا سلامیة بهما کان جمیلا او موالفالنور الازیاء، وکذلک اللباس الرقیق اوالذ صق بالجسم الذی یحکی للناظر شکل حصة من الجسم الذی یجب سترہ، فهو فی حکم سابق فی الحرمة وعدم الجواز (کتاب اللباس والزینة: ۸/۳) لہٰذا اگر لباس اتنا تنگ ہو کہ اس سے واجب الستر اعضاء کی بناوٹ اور حجم نظر آ جاتا ہو، جیسا کہ آج کل کے لباس کا رواج عام ہو چکا ہے تو اس کو پہننا، اسے بدن کو نماز میں پڑھنا، باہر نکلنا، لوگوں کو تکنا اور دوسروں کا اسے دیکھنا سخت ممنوع مکروہ ہے۔

قال العلامة الشامی: مفاده ان رؤیة الثوب بحیث یصف حجم العضو منوعة ولو کثیفا لاتسری البشرة منه وعلى هذا لایحل النظر الى عورة غیره فوق الملبوس بها یصف حجمها (لیکن یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس طرح کا باریک و تنگ لباس جس سے جسم نظر آتا ہو، پھر کپڑا پر چڑھا کر پہنے تو نماز درست ہو جاتی ہے، لیکن اگر کسی نے پڑھ لی تو نماز واجب الاعادہ نہ ہوگی، یعنی دوہرانا اسے ضروری نہ ہوگا، ہاں اگر تنظیم اعادہ کر لے تو بہت اچھا ہوگا، اس لئے کہ صحیح صلوٰۃ کے لیے اس قدر ستر چھپانا بھی کافی ہے، جس سے بدن کا رنگ نظر آتا ہے اگرچہ جسم نظر نہ آتا ہو: "قال العلامة الطرابلسی فی تقریر الامام: وابت فی شرح المنتهی الحلبی ماتصه: ویجب سترعورة بسالا یصف البشرة ای لونها، لان الستر انما یحصل بذلک لا ان لایصف حجم العضو، لانه لایمکن التحرز عنه (۹/ ۳۰۵) وفی ردالمحتار و عبارة شرح المنیة: اما لو کان غلیظا لایری البشرة لون البشرة لانه النصق بالعضو وتشکل بشکله، فصار شکل العضو مرئیاً فینبغی ان لا یمنع جواز الصلاة الحصول الستر

والله تعالیٰ اعلم

سوال: کیا باریک کپڑوں سے بچے آ جھو رہے ہیں تو انہیں اگر موٹا کر دیا جائے تو چلے گا یا نہیں؟

جواب: اگر موٹا کر دیا جائے تو چلے گا اور نماز واجب الاعادہ ہوگی؟ لہٰذا اگر کپڑے باریکی کا کوئی حصہ مٹ جائے جب بھی یہی حکم ہے: "اس کے حوالے میں بریلوی حضرات مختلف فتاویٰ، بے قول نقل کرتے ہیں، جیسے علامہ امین عابدین شامی فرماتے ہیں:

☆۔۔۔☆۔۔۔☆

صورت یوسف علیہ السلام اور صورت یوسف

حضرت سلیمان علیہ السلام

قرآن کے سائے میں.....

ماخوذ از تفسیر آسان قرآن

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم

۷) جب ملکہ سبا سفر کے دربار سلیمان میں پہنچ گئی تو اب سے دریافت کیا گیا کہ تخت ایسا ہی ہے جیسا کہ تیرا؟ اس نے مافوق جواب دیا: "گویا یہ وہی ہے فلما جاءت قیل اهکذا عرشک قالت کانه هو تحنے" سے متعلق اس تفصیل اور پھر اس کی ترتیب کو پیش نظر رکھے تو معلوم ہوگا کہ قرآن ایک ایسے نقشہ کا ذکر کر رہا ہے جس کی خبر ہد ہد نے سلسلہ پیغام سے پہلے دی تھی۔ وہ سلیمان علیہ السلام کے لئے بالکل نئی کیا تھا۔ اس لئے حاصد ہی کی معرفت جو بلوایا جیسے کہ اس میں تخت کا ذکر نہیں ہے کہ کافی تاریخیں ہے اور وہ وہاں بھی کے آنے کی خبر سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام اس کا شاہی تخت اس کے پہنچنے سے قبل اپنے دربار میں منگا نا چاہتے ہیں اور اس کا لانا ایسا عجیب وغریب ہے کہ جنوں میں سے بھی ایک بہت بڑا دیو بکر جو دیو ہے وہ کہتا ہے کہ دربار برخاست سے پہلے اٹھ کر اسکتا ہوں مگر حضرت سلیمان علیہ السلام کا معتمد کہتا ہے کہ میں پلک جھپکنے حاضر کر دوں گا اور حاضر کر دیتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام خدا کے حکم کا ذکر اس الجاز کو دیکھ کر اس کو خدا کا عظیم الشان فضل قرار دیتے ہیں۔ اس کے بعد تخت کی ہیئت تبدیل کرنے کا حکم فرماتے ہیں اور ان تمام امور کا کے بعد اب ملکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار سے پہنچتی ہے اور تخت سے متعلق سوال وجواب ہوتے ہیں اور اس جگہ یہی قرآن ملکہ سبا کے کسی تخت کا ذکر نہیں کرتا۔

☆۔۔۔☆۔۔۔☆

جہاد نبی الرحمۃ والملاحم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں

اہل ذمہ سے جزیہ لینے اور کافروں سے صلح کرنے کا بیان

ارشاد باری تعالیٰ نے: (اہل کتاب میں سے) ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرو جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور نہ آخرت کے دن پر اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں (جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کی ہیں اور نہ دین حق کی اپنائی ہوئی ملت ہی ہیں یہاں تک وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں) اور وہ حقیر و ذلیل ہوں۔

صاغرون کے معنی ہیں: ذلیل بن کر رہیں۔ لفظ الجزیہ: سکین کا مصدر ہے۔ عرب کے اس محاورے سے ماخوذ ہے کہ فلان اسکن من فلان یعنی وہ فلاں سے زیادہ عاجز ہے کہ اسے کسی کو رات سکون میسر نہیں۔ اس کا ماخذ سکون ہی ہے۔

یہود ونصاریٰ ومجوسیوں اور مجوسیوں سے جزیہ لینے میں دو روایات ہیں ان کا بیان

حضرت ابن عیینہ نے ابن ابی نجیح سے بیان کیا، انہوں نے کہا: میں نے امام مجاہد سے پوچھا کہ اہل شام کا کیا حال ہے، ان سے لئے کس چار دینار لیے جاتے ہیں جبکہ اہل یمن سے ایک دینار لیا جاتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ فرق وسعت وتنگدستی کی وجہ سے ہے۔

حدیث ۳۶۹۵ یہود ونصاریٰ ومجوسیوں اور مجوسیوں سے جزیہ لینے کا بیان

حضرت عمرو بن دینار سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں جابر بن زید اور عمرو بن اوس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو ان سے حضرت عطاء نے زمرج کی بیڑیوں کے پاس بیان کیا اور یہ ستر ہجری کی بات ہے جس سال حضرت مصعب بن زبیر نے اہل بصرہ کے مراد وح کیا تھا، انہوں نے کہا: میں احنف بن قیس کے پاس گیا تو ابن معاویہ کا کاتب تھا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وفات سے ایک سال پہلے ان کا مکتوب ہمارے پاس آیا کہ جس نے ہوئی نے اپنی عرصہ موجود کو پورا بنایا ہو تو ان دونوں کے درمیان تفریق کر دو۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مجوسیوں سے جزیہ نہیں لیتے تھے۔

حدیث ۳۶۹۶ یہود ونصاریٰ ومجوسیوں اور مجوسیوں سے جزیہ لینے کا بیان

حق کے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس امر کی شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ مقام ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔

حدیث ۳۶۹۷ یہود ونصاریٰ ومجوسیوں اور مجوسیوں سے جزیہ لینے کا بیان

حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جو حضرت عامر بن لوی قحیبہ کے حلیف اور خود بدر میں شریک ہو چکے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیجا تا کہ وہاں کا جزیہ لے آئیں۔ ہوا یوں تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے بحرین والوں سے صلح کر لی تھی اور حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو وہاں کا حاکم بنا دیا تھا۔ الغرض حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بحرین کا مال لے کر آئے۔ جب انصار نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر سنی تو انہوں نے نماز فجر نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ادا کی۔ جب آپ ﷺ انہیں نماز پڑھا چکے تو وہ آپ ﷺ کے سامنے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں دیکھا تو مسکراتے ہوئے فرمایا: میرے خیال کے مطابق تم نے سن لیا ہے کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کچھ مال لائے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، اللہ کے رسول آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر تم خوش ہو جاؤ اور خوشی کی امید رکھو، اللہ کی قسم! مجھے تمہاری ناداری اور تنگدستی کا ڈر نہیں بلکہ مجھے تو اس بات کا اندیشہ ہے کہ دنیا تم پر کشادہ کر دی جائے گی جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں کے لیے کشادگی کی گئی تھی۔ پھر تم بھی دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو گے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے کیا تھا۔ پھر وہ تمہیں ہلاک کر دے گی جیسا کہ ان لوگوں کو ہلاک کر دیا تھا۔

☆۔۔۔☆۔۔۔☆

ترجمہ: کتاب الجہاد..... صحیح بخاری

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC Certified ملک کا مقبول ترین ہفت روزہ

القلم

ہفت روزہ
رجسٹرڈ نمبر P-483
پشاور
WEEKLY
ALQALAM-E-PESHAWAR
صفحات 8 قیمت 10 روپے

11 | 10 محرم الحرام 1438ھ بمطابق 11-17 نومبر 2016ء | 49

بھاتی فورسز نے 3 نوجوان شہید کر دیئے جنازے پر شیلنگ سے 70 زخمی

123 ویں روز بھی مسلسل کرفیو احتجاج جاری

بڈگام کے تین نوجوان کی گولیوں سے چھلنی چھلنی لاشیں برآمد

فوج نے دیم کو محاصرے کے دوران شہید کیا، 16 سالہ قیصر کو دوران حراست حالت خراب ہونے پر سڑک پر پھینک دیا، ہسپتال میں چل بسا، جسم پر تشدد کے نشانات تھے

حلاشی کارروائیوں میں کئی افراد گرفتار، 4 کمسن بچے بھی شامل، احتجاج پر تشدد، متعدد کشمیری زخمی، پیلوامہ میں مظاہرین پر پیلٹ گن کا بے دریغ استعمال، درجنوں زخمی

قیصر کے جنازے پر شیلنگ کی گئی، فورسز نے ایک اور کشمیری نوجوان پر تشدد کیا اور اسے زہریلا محلول پلا کر شہید کیا، مبینہ ایک اور سکول بذر آتش کر دیا گیا

پیلوامہ میں 3 طالبات کی آنکھوں کو تابش فوجیوں نے پیلٹ سے نشانہ بنایا، ڈاکٹر زبیائی کے بارے میں ناامید، سکول جلانے والوں کیخلاف کارروائی کا مطالبہ

سرینگر (نیوز ایجنسیز) مقبوضہ کشمیر میں 123 ویں روز بھی احتجاج کا سلسلہ بدستور جاری، تابش فورسز کی جانب سے کرفیو کی خلاف ورزی کے باوجود کشمیری آزادی کے متوالوں کا بھی آئے دن معمول کے خلاف شدید احتجاج جاری، بھارتی فوج نے وادی میں جمعہ 3 کشمیری نوجوان شہید کر دیئے، جنازے پر شیلنگ کی گئی، نوجوان کو زہریلا محلول پلا کر شہید کیا گیا، وادی بھر میں حالات کشیدہ ہیں، 16 سالہ قیصر کو دوران حراست حالت خراب ہونے پر سڑک پر پھینک دیا، ہسپتال میں چل بسا، قیصر کے جسم پر تشدد کے نشانات موجود تھے، متعدد مظاہرین زخمی ہوگئے، تابش نوجوان کو تابش فوجیوں نے پیلٹ سے براہ راست نشانہ بنایا، ڈاکٹرز بینائی کے بارے ناامید ہوگئے، تابش فوجیوں نے دیم کو محاصرے کے دوران شدید تشدد کیا، حالت تشویشناک ہے، پلوامہ میں 3 طالبات کی آنکھوں کو تابش فوجیوں نے پیلٹ سے براہ راست نشانہ بنایا، ڈاکٹرز بینائی کے بارے ناامید ہوگئے، تابش فوجیوں نے دیم کو محاصرے کے دوران شدید تشدد کیا، حالت خراب ہونے پر سڑک پر پھینک دیا، ہسپتال میں چل بسا، قیصر کے جسم پر تشدد کے نشانات موجود تھے، متعدد مظاہرین زخمی ہوگئے، تابش نوجوان

www.alqalamonline.com

القلم

WEEKLY

ALQALM-E-PESHAWAR

ہفت روزہ

پشاور

جناب مرغوان احمد نے برہان پرنٹنگ پریس غلہ منڈی پشاور سے چھپوا کر نذر پبلشرز بازار پشاور صدر سے شائع کیا۔

دفتر کا پتہ: رکان نمبر UG/8A

ڈیئرٹر پسنٹر پشاور کینٹ

راولپنڈی دفتر فون و فیکس: 051-4582224

alqalam_weekly@yahoo.com

افغانستان میں عوام جارح قوتوں کے نشانے پر

عالم امن کے ٹھیکیدار اس کی طرف سے ایک بار پھر افغانستان میں اپنی بربریت اور بےگناہوں کے مرنے کا بدلہ نہتے عوام کو نشانہ بنا کر لیا گیا ہے جس نے ہر صاحب دل انسان کو دکھ اور افسوس میں مبتلا کر دیا ہے۔ تفصیلات سے معلوم ہوا کہ مطابق طالبان مجاہدین کی جانب سے قندوز شہر کا کنٹرول حاصل کرنے کے بعد کابل پکتیکا فوجوں نے معمول کے مطابق شہر کے اندر تجارتی مراکز اور سویلین مقامات کو بارڈر کلوں اور بھاری ہتھیاروں کا نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں کئی بےگناہ جل کر خاکستر اور عوام کو کروڑوں افغان کرنسی کے نقصانات پہنچا۔ اس سے قبل 22 اگست سرکاری خبلی کابڑوں نے قندوز شہر کے قریب الچین پلی کو تباہ کیا گیا۔ اسی طرح قندوز میں بجلی کے کانٹوں پر حملہ، صوبہ بغلان میں بجلی تاروں کی چاہی ہسپتالوں پر بمباری اور اسکولوں کوفی چوکیوں اور مراکز کے طور پر استعمال کرتا وہ تابا جائز اعمال ہیں، جو استعمار اور کٹھ پتلی فوجوں کی جانب سے انجام دیوار ہے ہیں۔ 17 فروری کو استعماری اور کٹھ پتلی فوجوں نے صوبہ میدان میں سویلین رفاہی ادارے کے اسپتال پر حملہ کیا اور چار مریضوں کو بربری ان لائل کرا مدیرہ میں مخبروں اور جاگوؤں سے نہایت سفاکیت سے شہید کیا گیا۔ رواں سال 17 اگست کو انسانی حقوق کی تنظیم نے اپنی رپورٹ میں بھی تصدیق کی کہ کابل انتظامیہ اسکولوں کوفی مراکز اور چوکیوں کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ نیٹو کی بمباری میں عام شہریوں کی ہلاکت کے بعد متاثرہ افراد کے لواحقین کی بڑی تعداد لاشیں لے کر گورنر ہاس کے باہر جمع ہگئے اور شدید احتجاج کیا۔ قندوز کے سرکاری ترجمان محمود دانش کا کہنا ہے کہ افغان فورسز اور اتحادی افواج کا قندوز سے طالبان کا قبضہ چھڑانے کے لئے مشترکہ آپریشن جاری ہے جس کے دوران شہری علاقے میں بمباری کے باعث 300 افراد ہلاک اور 25 زخمی ہو گئے۔

اس سے قبل بھی رہائشی علاقوں میں فائرنگ اور بمباری کے واقعات میں کئی قیمتی انسانی جانوں کا ضیاع ہو چکا ہے جس کی ہر فرد پر مذمت کی گئی لیکن حیرت ہے کہ نیٹو کی اخلیل بضر رپورٹس اتنی ناقص ہیں کہ انھیں طالبان اور عام شہریوں کی فرق دکھائی نہیں دیتا۔ نیٹو کے ترجمان نے تمنے کی ذمے داری قبول کرنے کے دل میں ہندوبے سے انتظام کی گئی جب پتہ چلا کہ اتحادی فورسز طالبان کی فائرنگ کے نشانے پر ہیں۔ انھوں نے باکتوں کے حوالے سے تحقیقات کی بات بھی کی۔ لیکن کیا تحقیقات سے ان معصوم شہریوں کی موت کی تلافی ممکن ہے؟

جارحیت پسندوں اور ان کے کاسہ لیسوں نے جارحیت کے آغاز سے ہی افغان عوام کے قتل عام، بےگھر و گرفتاریوں اور شہری آبادیوں پر بمباریوں کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ ان حملوں میں پورے دیہات صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہیں۔ یہ ان درندہ صفت قوتوں کی سنگ دلی اور سفاکیت کی واضح دلیل ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ افغان عوام غیر ملکی جارحیت پسندوں اور ان کی کٹھ پتلیوں کے وحشیانہ ظلم و ستم کا شکار ہیں۔

گزشتہ ہفتہ اور اتوار کی اتوار کو اطلاعات اس قسم کے واقعات کا الزام طالبان مجاہدین پر لگا دیا جاتا ہے مگر اس بار یہ جارحیت اتنی واضح تھی کہ ان کے لیے انکار کرنا بالکل ہی ممکن نہیں تھا اور اسی لیے انہوں نے چار و ناچار اس کا اقرار کیا مگر حسب روایت تحقیقات کا کہہ دیا جس کا بظاہر انجام یہی ہوگا کہ وہ تحقیقات ہوا میں گم ہو جائیں گی۔

اس نازک صورت حال میں امارت اسلامیہ کے زعیم امیر المؤمنین شیخ الحدیث مولوی ہبۃ اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ نے عید کے پیغام میں اس بارے میں مجاہدین کو خصوصی ہدایات کی تھیں اور کابل انتظامیہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ اب یہ جرب پرانا ہو چکا ہے، کہ کابل انتظامیہ پیک مقامات کو تباہ کرنے کے الزام مجاہدین پر لگاتے ہیں۔ امریکہ کی اس انسانیت دشمنی کے بعد اہل اسلام کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس سے الفتعل ہوں اور یہ وقت کی ضرورت ہے۔

جنت کا ایک اور مکین

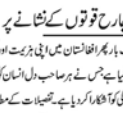

عبدالحفیظ امیر پوری

ہم آج جس شہید کے تذکرے سے اپنے قلوب و اذہان کو جلا بخشیں گے ان کا نام ہے ''نبی بخش'' ہے جنہیں ان کی والدہ ''مبرا کالا'' کے پیار سے نام سے پکارا کرتی تھیں۔

قارئین کرام! شہید کے مطلع کا ذکر کرنے سے قبل یہ عرض کر دوں کہ آپ نے نبی شہداء کرام کے تذکرے پڑھے ہیں یا نبی شہداء کرام کے حالات زندگی سے مطلع ہیں آپ ان سب شہداء کرام میں ایک چیز مشترک دیکھیں گے کہ ان کی زندگی، حالات اور ان کی باتیں ہمیں دوسروں سے الگ اور مختلف لگیں گی۔ یہ عجیب بات ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے پیاروں کا تذکرہ فرمایا تو اس میں یہ ترتیب رکھی ''انبیاء، صدیقین، شہداء'' اہل تصوف فرماتے ہیں تو یہ تین طبقے (انبیاء، صدیقین، شہداء) کسی نہیں دیتی ہیں۔ یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے چنیدہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی باتیں، ان کی زندگی، ان کے حالات باقیوں کے لیے دل میں عبرت ہوتے ہیں۔

بہرحال آمدم بر سر مطلب نبی بخش کہنے کو ایک عام کمرائے کے فرد تھے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ اس گھر کے خریدار بنے تو اپنی محبوب چیز ''شہادت'' ''عطا فرمادی۔ نبی بخش اپنے گھر اور علاقے کے دستور کے مطابق دینی تعلیم کے بعد عصری علوم کے حصول میں لگ گئے۔ اخبارات و میڈیا کے ذریعے آپ کو بھارت کے مظالموں کا تصویر میں مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھاتے ہوئے پتہ چلتا ہے تو من جانب اللہ آپ کے دل میں ہندوپنے سے انتقام لینے اور اپنی جنت شہید کے مکین بننے کا جذبہ پیدا ہوا۔ لیکن ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہو۔ آپ اپنے گھر کے ماحول کو بدلنے کے لیے مشترکہ آپریشن کا حصہ بنے۔ آپ کے والد محترم کو بھی اس کا خیال رکھنا پڑا۔ آپ کے والد صاحب

شوقِ شہادت
(قسط آخری میں)

محمد عبید الرحمٰن
muftiubaid313@gmail.com

ابن ابی بھی اس موقع پر موجود تھا۔ اس کو مسلمانوں کو لڑانے کا نادر موقع ہاتھ آ گیا تھا۔ اس نے انصار کو خفت، اشتعال دلایا اور شان نبی اللہ کی مدد کے لیے ابھارا۔ دوسری طرف سے مکہ مجاہرین بھی تھوڑا سفر کر نکل آئے۔ قریب تھا کہ مجاہرین اور انصار آپس میں گر پڑتے، سرورِ عالم ﷺ کے صبح مبارک تک ان اصحاب کے خود بخود کی آواز تک گئی۔ آپ ﷺ فوراً اپنے خیمہ مبارک سے باہر تشریف لائے۔ لوگ حضور ﷺ کو دیکھ کر ٹھٹک گئے۔ آپ ﷺ نے ان سے خاطب ہو کر فرمایا:

"یہ جاہلیت کی ذہنیاں کیسی؟ تم لوگوں کی جاہلیت کی اس ذہنیاں نے کیا ماحول اٹھا لیا ہے چھوڑ دو یہ بہت گندی بیز ہے۔"

حضور ﷺ کا ارشاد سن کر دونوں طرف کے بکھرے اصحاب آئے۔ بڑے ہی اور شان نبی اللہ عدد اور تجاوز رضی اللہ عنہ کو سکھے ہوا۔ اس طرح معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ لیکن ان ابی اور اس کے ساتھی منافقین کو اس معاملے کا اس طرح دب جانا بہت ناپسند آیا اور وہ تاک میں سرجوڑ کر بیٹھ گئے تو ان ابی نے اپنے بیٹے دل کے مجھلے یوں پھوڑے:

"یہ سب کچھ تمہارا اپنا کیا دھرا ہے، تم لوگوں نے خود انہیں اپنے پاس لا کر بسایا، ان پر اپنے مال تقسیم کیے، یہاں تک کہ وہ بڑے بڑے مال والے ہو گئے۔ اگر تم اپنے ہاتھ روک لیتے تو یہ دوسرے شہروں کی راہ لیتے۔ اور اللہ کی قسم! مدینہ واپس جا کر تم میں سے جو عزت والا ہے وہ ذلیل کو شہر سے نکال باہر کرے گا۔"

اس مجلس میں ایک کم عمر صحابی حضرت زید بن ارقم انصاری رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ انہیں عبداللہ بن ابی کی باتیں سن کر غصہ آیا۔ انہوں نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر حضور ﷺ کو ان ابی کی بکواس سے آگاہ کر دیا۔ حضور ﷺ نے ان ابی کو بلا کر پوچھا کیا تم نے یہ باتیں کہی ہیں۔ وہ صاف مکر گیا اور قسمیں کھانے لگا کہ میں نے یہ باتیں ہرگز نہیں کہیں، زید نے جھوٹ بولا ہے۔

انصار میں بھی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے چچا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، انہیں ابن ابی کی قسموں پر یقین آ گیا اور وہ سب حضرت زید رضی اللہ عنہ پر ناراض ہو گئے کہ تم نے خواہ مخواہ حضور ﷺ سے ایسی بے بنیاد شکایت کی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ دل ہی دل میں افسردگی کے عالم میں اپنی قیام گاہ پر جا کر سو گئے۔ ادھر حضور ﷺ اٹھی کو جوش آ گیا اور رسول اکرم ﷺ پر "سورۂ المنافقون" نازل ہوئی، جس میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی گئی تھی اور منافقین کا کچا پٹھا کھول کر بیان کر دیا گیا تھا۔

حضور ﷺ نے اسی وقت حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔ وہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کے سامنے سورۂ المنافقون کی آیات پڑھیں اور پھر چشمے ہوئے ان کا کان پکڑ کر فرمایا: "لڑکے کا کان سچا تھا، اللہ نے خود اس کی تصدیق فرما دی۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی اس حرکت پر سخت غصہ آیا۔ انہوں نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عاضر ہو کر حضور ﷺ کو ان ابی کی بکواس سے آگاہ کر دیا۔ حضور ﷺ نے ان ابی کو بلا کر پوچھا کیا تم نے یہ باتیں کہی ہیں۔ وہ صاف مکر گیا اور قسمیں کھانے لگا کہ میں نے یہ باتیں ہرگز نہیں کہیں، زید نے جھوٹ بولا ہے۔

علامہ ابن اثیرؒ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد ابن ابی کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"یارسول اللہ! میرے باپ نے آپ کو ذلیل کہا۔ خدا کی قسم وہ خود ذلیل ہے۔ اگر یہ اجازت ہو تو میں جا کر اس کا سر قلم کر دوں۔ آپ حکم دیں تو میں ابھی جا کر اس کا سر قلم کر دیتا ہوں۔ کوئی دوسرا اسے قتل کرے گا تو شاید میرے دل میں انتقام کا جذبہ بیدار ہو جائے اور میری آخرت برباد ہو جائے۔"

رحمت عالم ﷺ نے ان کو کسی بھی جواب دہی پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیا تھا۔ لیکن ان کے دل میں باپ کے خلاف کلک پیدا ہو گئی۔ ادھر ان ابی کی ذہنیاں کی یہ کیفیت تھی کہ جب انصار نے اس سے کہا کہ "جا کر رسول اللہ ﷺ سے معافی مانگ لو" تو اس نے جھلا کر جواب دیا:

"تم نے کہا: محمد پر ایمان لاؤ، میں نے تمہاری بات مان لی، تم نے کہا: اپنے مال کی زکوٰۃ دو، میں نے زکوٰۃ بھی دے دی، کیا اب تم یہ چاہتے ہو کہ میں محمد کو سجدہ کروں!؟"

ابن ابی کے اس جواب سے انصار میں اس کے خلاف عام ناراضگی پھیل گئی۔ ناراض اصحاب میں اس کے فرزند حضرت عبداللہ پیش پیش تھے۔ واپسی سفر کے اختتام پر جب لشکرِ اسلام مدینہ منورہ میں داخل ہونے لگا تو حضرت عبداللہ نے تلوار سونت لی اور باپ کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے، پھر اس سے خاطب ہو کر کہا:

"تم نے کہا تھا کہ مدینہ پہنچ کر معزت کا ذلیل کا نکال دے گا اب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ عزت تمہاری ہے یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی۔ خدا کی قسم! رسول ﷺ کی اجازت کے بغیر میں تمہیں مدینہ میں ہرگز داخل نہ ہونے دوں گا۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ اس موقع پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے باپ سے یہ مطالبہ بھی کیا کہ تم اپنے ذلیل اور محرم کے عزت مند ہونے کا اقرار کرو۔ اس پر ابن ابی چیخنے چلانے لگا:

"اے اہل خزرج! دیکھو میرا بیٹا ہی مجھے مدینہ میں داخل ہونے سے روک رہا ہے۔"

حضور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد نبوی ﷺ کے سامنے سر مسلم ذکر دیا، پھر یہ کہہ کر باپ کے راستہ سے ہٹ گئے: "رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے، اب تم شہر میں داخل ہو سکتے ہو۔"

ابن سعد کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت عبداللہ نے اپنے باپ کا راستہ روکا اس وقت سرورِ عالم ﷺ پیچھے تشریف لا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے باپ بیٹے کی گفتگو سنی تو حضرت عبداللہ سے خاطب ہو کر فرمایا:

"اس کو چھوڑ دو۔ خدا کی قسم! جب تک یہ ہمارے درمیان موجود ہے ہم اس سے اچھا سلوک کریں گے۔"

بعض روایتوں میں ہے کہ یہ واقعہ غزوۂ تبوک کے موقع پیش آیا، لیکن جمہور اہل سیر و مغازی نے اسے غزوۂ بنی المصطلق کا واقعہ بیان کیا ہے۔

سرورِ عالم ﷺ غزوۂ تبوک (رجب ۹ ہجری) سے فارغ ہو کر واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو دشمن باغیوں اور ابن ابی تخت بیدار ہو گیا۔ حضرت عبداللہ نے باپ کے علاج معالجہ میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی، لیکن وہ دن بدن بیمار سے کمزور ہوتا چلا گیا۔ ۹ ہجری میں فوت ہو گیا۔ یہ رحمتِ عالم ﷺ کی شانِ رحمت تھی یا کوئی اور حکمت کہ آپ ﷺ نے اس موقع پر ابن ابی سے کمال درجے کی ملاطفت کا برتاؤ فرمایا۔ حضرت عبداللہ کی دل جوئی فرمائی اور ابن ابی کو کفنانے کے لیے اپنا کرتا عنایت فرمایا۔ ایک روایت میں ہے کہ خود حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ابن ابی کے لیے درخواست کی تھی۔ اس وقت حضور ﷺ کے ذہن میں رہ رہ کے یہ بات آتی تھی کہ اس منافق کا جنازہ پڑھنا اور اس میں حضور ﷺ کا پیدیہ جذب ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور کرتا عنایت کرتے ہوئے فرمایا:

"جب جنازہ تیار ہو تو مجھے اطلاع دینا، میں خود نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔"

ایک روایت میں ہے کہ ابن ابی کا سر اپنا کرتا عطا کرنے سے حضور ﷺ کو یہاں حضرت عبداللہ کی دلجوئی کرنا مقصود تھی، وہاں اس احسان کا بدلہ چکانا بھی آپ ﷺ کے پیش نظر تھا۔ جو ابن ابی نے غزوۂ بدر کے بعد اپنا کرتا عم رسول حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو دے کر کیا تھا۔

جنازہ تیار ہوا اور قبرستان پہنچایا گیا تو حضور سرورِ عالم ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ابن ابی کی میت کو اپنے گھٹنوں پر رکھ کر اپنا کرتا پہنایا اور اپنا لعاب دہن اس کے منہ پر ملا، اس کے بعد نماز جنازہ کے لیے کھڑے ہوئے۔ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"یارسول اللہ! آپ اس شخص کی نماز جنازہ پڑھیں گے، جس کے بارے میں آپ نے فلاں دن یہ ارشاد فرمایا تھا:"

ایک اور روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ منسوب ہیں:

"یارسول اللہ! یہ وہی خبیث ہے جس نے فلاں فلاں وقت ایسی ایسی منافقانہ حرکات کی تھیں اور جو ہمیشہ کفر و نفاق کا علمبردار رہا، کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ تو ان کے لیے استغفار بخشش مانگ یا نہ مانگ، اگر ان کے لیے ستر بار بخشش مانگے تو بھی اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔" (سورۃ توبہ)

حضور ﷺ نے مسکرا کر فرمایا:

"جا اپنی جگہ پر کھڑے رہ۔"

جب انہوں نے اپنی بات کا اعادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے عمر! مجھ کو استغفار سے منع نہیں کیا گیا، بلکہ اختیار دیا گیا ہے کہ استغفار کروں یا نہ کروں۔ یہ اللہ کا کام ہے کہ ان کو معاف نہ کرے۔ اگر ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو سکتی تو میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتا۔"

حضور ﷺ نماز جنازہ پڑھ چکے تو ہارگاہِ خداوندی سے یہ حکم نازل ہوا:

"وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ۔"

ترجمہ: اور نماز نہ پڑھئے ان میں سے کسی پر جو مر جائے، کبھی کھڑے نہ ہوئیے اس کی قبر پر۔"

اس کے بعد آپ ﷺ نے نہ کبھی کسی منافق کی نماز پڑھائی اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوئے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد نبوی ﷺ کے سامنے سر مسلم ذکر دیا، پھر یہ کہہ کر باپ کے راستہ سے ہٹ گئے: "رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے، اب تم شہر میں داخل ہو سکتے ہو۔"

ابن سعد کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت عبداللہ نے اپنے باپ کا راستہ روکا اس وقت سرورِ عالم ﷺ پیچھے تشریف لا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے باپ بیٹے کی گفتگو سنی تو حضرت عبداللہ سے خاطب ہو کر فرمایا:

"اس کو چھوڑ دو۔ خدا کی قسم! جب تک یہ ہمارے درمیان موجود ہے ہم اس سے اچھا سلوک کریں گے۔"

بعض روایتوں میں ہے کہ یہ واقعہ غزوۂ تبوک کے موقع پیش آیا، لیکن جمہور اہل سیر و مغازی نے اسے غزوۂ بنی المصطلق کا واقعہ بیان کیا ہے۔

سرورِ عالم ﷺ غزوۂ تبوک (رجب ۹ ہجری) سے فارغ ہو کر واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو دشمن باغیوں اور ابن ابی تخت بیدار ہو گیا۔ حضرت عبداللہ نے باپ کے علاج معالجہ میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی، لیکن وہ دن بدن بیمار سے کمزور ہوتا چلا گیا۔ ۹ ہجری میں فوت ہو گیا۔ یہ رحمتِ عالم ﷺ کی شانِ رحمت تھی یا کوئی اور حکمت کہ آپ ﷺ نے اس موقع پر ابن ابی سے کمال درجے کی ملاطفت کا برتاؤ فرمایا۔ حضرت عبداللہ کی دل جوئی فرمائی اور ابن ابی کو کفنانے کے لیے اپنا کرتا عنایت فرمایا۔ ایک روایت میں ہے کہ خود حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ابن ابی کے لیے درخواست کی تھی۔ اس وقت حضور ﷺ کے ذہن میں رہ رہ کے یہ بات آتی تھی کہ اس منافق کا جنازہ پڑھنا اور اس میں حضور ﷺ کا پیدیہ جذب ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور کرتا عنایت کرتے ہوئے فرمایا:

"جب جنازہ تیار ہو تو مجھے اطلاع دینا، میں خود نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔"

ایک روایت میں ہے کہ ابن ابی کا سر اپنا کرتا عطا کرنے سے حضور ﷺ کو یہاں حضرت عبداللہ کی دلجوئی کرنا مقصود تھی، وہاں اس احسان کا بدلہ چکانا بھی آپ ﷺ کے پیش نظر تھا۔ جو ابن ابی نے غزوۂ بدر کے بعد اپنا کرتا عم رسول حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو دے کر کیا تھا۔

جنازہ تیار ہوا اور قبرستان پہنچایا گیا تو حضور سرورِ عالم ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ابن ابی کی میت کو اپنے گھٹنوں پر رکھ کر اپنا کرتا پہنایا اور اپنا لعاب دہن اس کے منہ پر ملا، اس کے بعد نماز جنازہ کے لیے کھڑے ہوئے۔ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"یارسول اللہ! آپ اس شخص کی نماز جنازہ پڑھیں گے، جس کے بارے میں آپ نے فلاں دن یہ ارشاد فرمایا تھا:"

ایک اور روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ منسوب ہیں:

"یارسول اللہ! یہ وہی خبیث ہے جس نے فلاں فلاں وقت ایسی ایسی منافقانہ حرکات کی تھیں اور جو ہمیشہ کفر و نفاق کا علمبردار رہا، کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ تو ان کے لیے بخشش مانگ یا نہ مانگ، اگر ان کے لیے ستر بار بخشش مانگے تو بھی اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔" (سورۃ توبہ)

حضور ﷺ نے مسکرا کر فرمایا:

"جا اپنی جگہ پر کھڑے رہ۔"

جب انہوں نے اپنی بات کا اعادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے عمر! مجھ کو استغفار سے منع نہیں کیا گیا، بلکہ اختیار دیا گیا ہے کہ استغفار کروں یا نہ کروں۔ یہ اللہ کا کام ہے کہ ان کو معاف نہ کرے۔ اگر ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو سکتی تو میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتا۔"

حضور ﷺ نماز جنازہ پڑھ چکے تو ہارگاہِ خداوندی سے یہ حکم نازل ہوا:

"وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ۔"

ترجمہ: اور نماز نہ پڑھئے ان میں سے کسی پر جو مر جائے، کبھی کھڑے نہ ہوئیے اس کی قبر پر۔"

اس کے بعد آپ ﷺ نے نہ کبھی کسی منافق کی نماز پڑھائی اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوئے۔

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد منظور نعمانی (نور اللہ مرقدہ)

رثاء الشیخ الامام
محمد عبداللہ اور دو ساتھی رحمہم اللہ

وقد ملأ الآفاق فی طول عمرہ
حالانکہ اسنے اپنی لمبی زندگی میں تمام اطراف عالم کو

بعلم و عرفان و ضوء الکواکب
علم و معرفت اور ستاروں کی چمک سے پر کر دیا تھا

ویا خیر مدفون ترکت قلوبنا
اے بہترین مدفون تو نے ہمارے دل اس حال میں چھوڑے

حیاری و عطشی من فقود الحائب
کہ وہ حیران اور پیاسے ہیں بھوم گم کرنے ہاروں کے

شربت صوب الوصل یا ساقی البحار
اے سمندروں کے پلانے والے تو نے صبح کے وقت شراب وصل پی لی

فمرت بہ سکران حتی العواقب
جس کا نشہ انجاموں تک یعنی قیامت تک رہے گا

رحلت من الدنیا ابا الفضل وحدہ
اے فضل کے ابا جان اس دنیا سے تو اکیلا کوچ کر گیا

وغادرت منظورا بدمع ساکب
اور اپنے حققور کو پیتے آنسو کے ساتھ چھوڑ گیا

میں سرورِ عالم ﷺ نے وصال فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سریر آرائے خلافت ہوئے تو دفعتاً سارے عرب میں فتنہ ارتداد کے شعلے بھڑک اٹھے۔ اس موقع پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بے مثال قوتِ ایمانی اور استقامت کا مظاہرہ کیا اور مرتدین کا ڈٹ کا مقابلہ کیا۔ اس سلسلے میں انہوں نے مرتدین کی سرکوبی کے لیے گیارہ لشکر مرتب کیے، جنہیں مختلف اطراف و جوانب میں بھیجا گیا۔ ان میں سے ایک لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں سلسلہ کذاب کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس لڑائی میں داد شجاعت دیتے ہوئے رتبۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا شمار نامور اور فضلاء صحابہ میں ہوتا ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان سے بہت سی روایت کی ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کئی بار کشف و کی کا شرف بھی حاصل ہوا۔

رضی اللہ عنہ۔ رضی اللہ عنہ۔ رضی اللہ عنہ

(از: بیتیے پر امر ارشد بزمے)

☆☆☆

(۲۴) قرض سے نفع حاصل کرنا سود ہے

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا قرض احدکم قرضاً فاھدی الیہ طبقاً فلا یقبلہ او حملہ علی دابۃ فلا یرکبھا الا ان یکون بینہ وبین قبل ذلک۔" (السنن الکبریٰ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب تم میں سے کوئی کسی کو قرض دے، پھر وہ (قرض لینے والا) اسے کوئی ہدیہ پیش کرے یا کسی دابۃ (سواری پر بیٹھنے) تو اس کی سواری پر نہ بیٹھے ..... ہاں اگر پہلے سے ایسا تعلق رہا ہو تو قبول کرے۔"

عن فضالۃ ابن عبید صاحب النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال: "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انہ کل قرض جر منفعۃ فھو وجہ من وجوہ الربوٰ۔" (المطالب السنیٰ)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس قرض سے آدمی کوئی نفع حاصل کرتا ہے وہ سودی شقوں میں سے ایک شق ہے۔"

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جس کو قرض دیا ہو یا اس کا قرض اس کے پاس ہو تو اس آدمی سے کسی قسم کا مالی نفع یا جانی خدمت یا ہدیہ تحفہ لینا یا ہو کسی کو دے رہا ہے اور بچا رہا ہے اور قرض کی وجہ سے نفع کا بنا بنایا کر سو ہے۔

لوگ اس کو اچھا سمجھتے ہیں کہ میں نے اتنا اس کے ساتھ احسان کیا ہے، ضرورت پر روپیہ دیا ہے تو وہ اتنا کافی نہیں کرے گا، بلکہ اس سے مطالب ہوتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ احسان کرے، جیسی کھلائے پلائے ..... سو یہ مطالبہ اور خواہش درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ قرض دینے کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے ..... اللہ اللہ کس قدر لوگ غفلت میں پڑے ہیں۔

اور شرعاً حرام کے مرتکب ہو رہے ہیں ..... اسے حرام بھی نہیں مانتے ..... ہاں اگر پہلے سے ایسے تعلقات تھے اب بھی وہ اسی طرح قائم اور باقی ہیں تو اس میں کوئی حرج اور گناہ نہیں ہے ایسا کرنا جائز ہے۔

ہاں اے لوگو! کسی کو قرض دو تو اس قرض کی وجہ سے اس سے برتر کا فائدہ مت اٹھاؤ۔ یہ تمہاری شریعت کو یہ میں جائز نہیں ہے، یہ سود ہے ..... ایسا کرنے والے پر اللہ کی اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی بھی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

(۲۵) جس چیز کا کھانا حرام ہے اس کی تجارت بھی حرام ہے

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قاتل اللہ الیھود حرم علیھم الشحوم فباعوھا واکلوا اثمانھا۔" (مسلم شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "خدا یہود کو ہلاک فرمائے، اللہ پاک نے ان پر چربی کو حرام کیا تھا، تو ان لوگوں نے اسے فروخت کر کے اس کی قیمت کو استعمال کرنا شروع کر دیا۔"

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال: "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان اللہ حرم علی قوم اکل شیئ حرم علیھم ثمنہ۔" (ابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب اللہ کسی قوم پر کوئی چیز کھانا حرام کر دیتے ہیں تو اس چیز کی قیمت بھی حرام ہو جاتی ہے۔"

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کا کھانا حرام ہے اس کا فروخت کرنا اور اس کی قیمت کا حاصل کرنا بھی حرام ہے ..... جیسے خنزیر، خون، شراب، مردار اور بت جس کی پوجا کی جاتی ہو اس کا استعمال کرنا بھی حرام، اس کی تجارت بھی حرام، اس کو فروخت کر کے رقم جو حاصل ہوئی ہے وہ بھی حرام ہے ..... اسی طرح مردار کا کھانا نہ ہے اس کا فروخت کرنا بھی حرام ہے۔ (تفسیر بصاص، تفسیر قرطبی) یعنی بشرط ضرورت دست کرنا مستحب ہے۔

وصیت کی مشروعیت قرآن کریم سے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: فرض کیا گیا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی اپنے پیچھے مال چھوڑ کر جانے والا ہو تو جب اس کی موت کا وقت قریب آ جائے، وہ اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے حق میں دستور کے مطابق وصیت کرے۔ یہ حق ہے ان لوگوں کے ذمہ ایک

ذکر ہے وصیت کی مشروعیت روز روشن کی طرح واضح ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اے ایمان والو! جب تم میں سے کوئی مرنے کے قریب ہو تو وصیت کرتے وقت آپس کے معاملات طے کرنے کے لیے گواہ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ تم میں سے دو دیانت دار آدمی ہوں (جو تجارتی وصیت کے گواہ ہیں) یا اگر تم زمین میں سفر کر رہے ہو اور تم پر تمہیں موت کی مصیبت پیش آ جائے تو غیروں (یعنی غیر مسلموں) میں سے دو شخص گواہ بنا لیں۔ (سورۃ المائدہ)

وصیت کا لازم اور فرض ہونا، یہ حکم اس زمانہ میں دیا گیا تھا جب کہ وراثت کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے وصیت کا حکم بتدریج نازل فرمایا۔ غرضیکہ مذکورہ بالا آیت میں وصیت کی فرضیت کا حکم منسوخ ہو گیا ہے البتہ استحباب باقی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ انعام میں جہاں وارثوں کے حصے نہیں رکھے فرمایا ہے، متعدد مرتبہ ان قانون کو ذکر فرمایا:

یہ سماری تقسیم اس وصیت پر عمل کرنے کے بعد ہو گی جو مرنے والے نے کی ہے، یا اگر اس کے ذمہ کوئی قرض ہے تو اس کی ادائیگی کے بعد۔

سورۂ انعام میں متعدد مرتبہ وصیت کے

وصیت کی مشروعیت حدیث نبوی سے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کسی مسلمان کے لیے جس کے پاس وصیت کے قابل کوئی بھی چیز ہو، درست نہیں کہ دو رات بھی وصیت کو لکھ کر اپنے پاس لکھوائے بغیر گزار دے۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الوصیہ)

قرآن وحدیث کی روشنی میں علماء نے کہا ہے کہ اس سے مراد ایسا شخص ہے جس کے ذمہ قرض ہو یا اس کے پاس کسی کی امانت رکھی ہو یا اس کے ذمہ کوئی واجب ہو تنبیہ وخود اداء کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کے لیے وصیت میں یہ تفصیل لکھ کر رکھنا ضروری ہے، عام آدمی کے لیے وصیت لکھنا ضروری نہیں ہے، بلکہ مستحب ہے۔

وصیت کی مشروعیت اجماع امت سے

قرآن وحدیث کی روشنی میں پوری امت مسلمہ کا وصیت کے جواز پر اجماع ہے، جیسا کہ علامہ ابن قدامہؒ نے اپنی مشہور کتاب "المغنی" میں وصیت کے جواز پر اجماع امت کا ذکر کیا ہے۔

وصیت کی حکمتیں

وصیت کی متعدد حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ انسان کے انتقال کے بعد وراثت قرابت کی بنیاد پر تقسیم ہوتی ہے نہ کہ ضرورت کے پیش نظر، یعنی جو میت سے بہت زیادہ قریب ہوگا اس کو زیادہ حصہ ملے گا خواہ دوسرے رشتہ دار زیادہ ضرورت ہی کیوں نہ ہوں۔

مستحب وصیت

شریعت اسلامیہ نے ہر شخص کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اپنے مال کے تہائی حصہ میں سے ایک تہائی کی کسی ضرورت مند شخص یا مسجد یا مدرسہ یا مسافر خانہ یا یتیم خانہ کو وصیت کر جائے تاکہ وہ اس کے لیے صدقہ جاریہ بن جائے اور اس کو مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب ملتا رہے۔

(۲۶) ناجائز مال کا حکم

"عن رجل من الانصار قال: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت کے ساتھ سفر میں کسی وصیت کی چاہتی ہو اور وصیت کرتے وقت دو عادلت دار شخص کو گواہی بنا لیا کرو تاکہ بعد میں کسی طرح کا کوئی اختلاف پیدا نہ ہو۔

وصیت کی اقسام

واجب وہ میت جو کسی کے ذمہ لازم ہو تی ہیں۔

(۱) اگر کسی شخص کا قرضہ ہے تو اس کی وصیت کرنا واجب ہے۔

(۲) اگر زندگی میں حج فرض کی ادائیگی نہیں کر سکا تو اس کی وصیت کرنا واجب ہے۔

(۳) اگر زکوٰۃ کا فرض حق، اور انہیں کی تو اس کی وصیت کرنا واجب ہے۔

(۴) اگر روزے اپنی ذمہ رکھ سکا اس کے بدلہ میں صدقہ ادا کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے۔

(۵) اگر کوئی قریبی رشتہ وصیت کے قانون کے مطابق میراث میں حصہ نہیں حاصل کر رہا ہے، مثلاً یتیم پوتا اور پوتی اور انہیں شدید ضرورت بھی ہے تو وصیت کرنا واجب تو نہیں ہے لیکن اسے اپنے پوتے کا خیال ضرور رکھنا چاہیے۔ بعض علماء نے ایسی صورت میں وصیت کرنے کو واجب بھی کہا ہے۔

مکروہ وصیت

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے، میں اس وقت مکہ مکرمہ میں تھا (بیماری کی وجہ سے) آپ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت کو پکا کر دے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابن عفراء (سعد) پر رحم فرمائے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں اپنے سارے مال و دولت کی وصیت (اللہ کے راستے میں) کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ میں نے پوچھا پھر آدھے کی کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بھی فرمایا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا کہ پھر تہائی مال کی کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تہائی مال کی کر سکتے ہو، اور یہ بھی بہت ہے۔ اگر تم اپنے رشتہ داروں کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑ دو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑ دو کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اس میں کوئی شبہ نہ رکھو کہ جب بھی تم کوئی چیز جائز طریقہ پر خرچ کرو گے تو وہ صدقہ ہو گا۔ وہ لقمہ کی جو تم اٹھا کر اپنی بیوی کے منہ میں دو گے (وہ بھی صدقہ ہے) اور (ابھی وصیت کرنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں) ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں شفا دے اور اس کے بعد تم سے بہت سے لوگوں کو فائدہ ہو اور دوسرے بہت سے لوگ (اسلام کے مخالف) نقصان اٹھائیں۔ (بخاری۔ کتاب الوصایا)

غرضیکہ اگر اولاد و دیگر وارثین مال چاہا کرتے زیادہ مستحق ہیں تو پھر دوسرے حضرات اور اوروں کے لیے وصیت کرنا مکروہ ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆

بقیہ: کلمۂ حق

ورنہ فحش و شیطان سارے علم اور فلسفے کو چند لمحوں میں فنا کر طبیعت میں ایسا تلاطم پیدا کر دیتے ہیں کہ انسان گناہ کر کے بھی رہتا ہے۔

یہ نظر ہی گناہ ایسا لعین جرم ہے کہ اس سے دل کی تختی پیدا ہوتی ہے اور جب دل سخت ہو جائے تو پھر کسی نیکی میں مزا آتا ہے اور نہ ہی کسی گناہ میں مجھے محسوس ہوتی ہے۔ جب گھر میں ٹی وی، وی سی آر، وی ڈیو ہے اور نہ ہی برے امام کا ہوش باقی رہتا ہے۔ جب ہم رات کی تاریکیوں میں یا دن کی خلوتوں میں چھپ کر یہ کام کرتے ہیں تو شاید لکھنے والے فرشتے بھی ہم پر ہنستے ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ تو بے وقوفوں میں سے چھپ کر رہ

یمن: اتحادی افواج کے فضائی حملے میں 47 حوثی باغی ہلاک

قطائیے الحدیدہ کے علاقے زبید میں ایک عمارت کو نشانہ بنایا، یمن میں لڑائی سے نصف سے زائد طبی مراکز متاثر ہیں، عالمی ادارہ صحت

صنعاء (نیوز ایجنسیاں) یمن میں سعودی اتحادی فضائیے نے الحدیدہ کے علاقے زبید میں باغیوں کے زیر استعمال ایک عمارت کو نشانہ بنایا جس میں 47 حوثی باغی ہلاک ہو گئے۔ عمارت کو حوثی باغی بطور تنظیمی استعمال کر رہے تھے۔ ادھر عالمی ادارہ صحت کے مطابق یمن میں گزشتہ لڑائی کے دوران نصف سے زائد طبی مراکز متاثر ہو چکے ہیں۔ ڈبلیو ایچ او کے سروے کے مطابق یمن کے 16 صوبوں میں سے کئی کام 70 فیصد طبی مراکز کام کر رہے ہیں جبکہ 20 فیصد مراکز مکمل طور پر بند ہیں جن میں سے کئی

افادات اکابر

اسلامی آئین کسے کہتے ہیں

ہم تو اسلامی آئین اسی کو سمجھتے ہیں جس میں تمام اسلامی شعائر کی حفاظت ہو اور تمام اسلامی قوانین کا اجراء اس کا طرہ امتیاز ہو۔ اس آئین کی روشنی میں خود بادشاہ اسلامی قوانین نافذ ہوں کہ ان کو کیونکر ہر شخص بآسانی فیصلہ کر سکے کہ یہ بے اسلامی حکومت ہے جس آئین کے زیر سایہ یہ دستور شراب خانے قائم ہیں، پیٹھ مہ دور ہیں، زنا کی بھرمار کا ہجوم نہ ہو، شرعی حدود کا اجراء ہو، سود و قمار کا بازار بدستور گرم ہو، بیرہ، دانشور، شرابی تر تیبات و اشتہارات بدستور شائع ہوں، حضرت رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرنا ضروری نہ ہو، حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالیاں دی جائیں، جو چاہے مرتد ہو جائے، جو چاہے بے دینی ہو جائے، جو چاہے زنا و مرد کرے، جو لڑکی چاہے بازار ننگی ہو جائے اور مرد ہو چاہے مرد اشراب پی کر ناچے، نہ کوئی حاسبہ ہو نہ کوئی احتساب نہ بازپرس، جس کے تحت بے حیائی و عریانی کا سیلاب ہر طرف موجزن نظر آئے تو اسلام سے کیا تعلق اس آئین کا اور کیا رابطہ اس دستور کا! کوئی کراچی اور لاہور کے بازاروں میں جا کر بے شرم باسفور کے پاکٹلس، دابس سے جا کر جائزہ لیں تو ہمیں اس کو کیا فرق نظر آسکتا ہے ہوائے آتش میں کے فرق کے۔

(بصائر و عبر ص ۷۶)

مزارعِ جہاد

کافروں کے اقتدار کی آخری دن

اے مسلمان بھائیو! بے شک آج اقتدار کافروں کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر طرف اڑتے پھر رہے ہیں ـــــ لیکن ان کا یہ اقتدار عارضی ہے ـــــ اور جس دن دنیا کے اکثر مسلمان حقیقی مسلمان بن گئے وہ دن کافروں کے اقتدار کا آخری دن ہوگا ـــــ کیونکہ ایسے مسلمانوں کے لیے میدان جہاد میں فرشتے اترتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی باقی مخلوقات بھی اکٹھا ان کی مدد کرتی ہیں۔ (بیوی کی چالیس بیماریاں ص ۱۱۹)

کیا یہ حقیقی دور انصاف ہے؟

کیا یہ حقیقی ہے کہ ہم کسی گورے کافر کے جہاز پر اعتراض کرنے سے گھبرا کر اپنے مسکری اور ثقافی نظام سے محروم ہو جائیں؟ کیا یہ انصاف کی بات ہے کہ ہم کسی کافر کی زبان سے اسلام کے لئے دو تعریفی کلمات سننے کے لیے پوری سے مغربیت جا چھیں اور اپنی ماؤں اور بہنوں کو بے پردہ کر کے مرکب پر لا کھڑا کریں؟ کاش! مسلمان اس بات کو سمجھیں کہ ہمارے دین کے چھا ہونے کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ (بیوی کی چالیس بیماریاں ص ۱۱۳)

تابندہ ستارے

57

سلطان نورالدین زنگی رحمہ اللہ

ابو حفصہ

دمیاط پر صلیبیوں کی یلغار

مصر پر سلطان نورالدین کے بالواسطہ اور صلاح الدین کے بلاواسطہ اقتدار سے صلیبی اتحادوں پر لرزنے لگے۔ مصر پر نورالدین کا تسلط دراصل صلیبیوں کے لیے بہت بڑے خطرے کا نشان تھا۔ بالخصوص یروشلم کی صلیبی ریاست تو زنگی کے دیوانوں میں پھنس گئی تھی اور یہ لوگ اس کو اپنے لیے بڑا خطرہ تصور کرتے۔ آمدوی شاہ یروشلم نے اس خطرے کا پوری طرح اندازہ کر لیا اور اس کی پیش بندی کے لیے مصر کے ساحل شہر دمیاط پر چڑھ دوڑا۔ اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ دمیاط کو مرکز بنا کر مصر پر بار بار حملے کرے یہاں تک کہ صلاح الدین وہاں سے نکلنے پر مجبور ہو جائے۔ اس مہم میں بیزنٹی شاہ منشفیلہ اور سلجوک سلطان (سلجی) نے بھی آمدوی کا ساتھ دیا اور اپنے جنگی جہاز اس کی مدد کے لیے روانہ کیے۔ جو بحری صلیبیوں کے متحدہ لشکر نے دمیاط کی سرحد کے قریب سلطان الدین نور اور سلطان حرب سے اس کے دفاع کو انتہائی مضبوط بنا دیا۔ مصر کو فوری دستے بھیجنے کی رسد بند کر دینے پر مامور کر دیے۔ خلیفہ عاضد نے بھی اس موقع پر صلاح الدین کے ہاتھ مضبوط کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور اس نے صلاح الدین کو دمیاط کی حفاظت کے لیے اس کا کلہ بنا دیا۔

صلیبوں نے دمیاط کا محاصرہ کیا تو ان کو ایسی زبردست مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا، جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔ ادھر صلاح الدین نے نورالدین کو لکھ بھیجا کہ مجھے کنعان میں مبتلا ہو گیا ہوں، اگر مصر کو چھوڑ کر دمیاط کی طرف بڑھتا ہوں تو خدشہ ہے کہ مصری امرا کوئی فتنہ نہ برپا کر دیں اور اگر دمیاط کو صلیبی محاصرین سے بچانے کے لیے تاخیر کرتا ہوں تو شہر ان کے قبضے میں چلا جائے گا۔" نور الدین نے صلاح الدین کا خط ملتے ہی آزمودہ کار جنگجوؤں پر مشتمل فوجی جتھے پے در پے دمیاط کی طرف بھیجنے شروع کر دیے اور خود صلیبی متبوضات کو تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا۔ صلیبی محاصرین پر جب اندر اور باہر دونوں طرف سے ضربیں پڑیں تو وہ حواس باختہ ہو گئے اور چھ ماہ میں دن محاصرہ اٹھا کر نہایت بری حالت میں واپس جانے پر مجبور ہو گئے۔

دمیاط سے صلیبیوں کے ناکام و نامراد واپس ہونے کے بعد سلطان نورالدین نے خلیفہ عاضد کو ایک خط لکھا جس میں صلیبیوں کی شکست پر اس کو مبارکباد دی اور صلاح الدین اور اس کی فوج کی تعریف کی۔

نجم الدین ایوب کا ورود مصر

صلاح الدین ایوبی نے وزارت پر فائز ہو کر اپنے بھائیوں اور بھتیجوں کو اپنے پاس مصر میں بلا لیا تھا۔ واقعہ دمیاط کے بعد اس نے اپنے والد نجم الدین ایوب کو بھی مصر بلا بھیجا۔ اس سے پہلے سلطان نورالدین نے صلاح الدین کو حکم بھیجا تھا کہ مصر میں خاتمی خلیفہ کا خطبہ موقوف کر کے عباسی خلیفہ کا خطبہ پڑھا جائے، لیکن صلاح الدین نے اس حکم کی تعمیل میں تامل کیا کیونکہ اس سے مصریوں کے بھڑک اٹھنے کا خطرہ تھا۔ اس انقلابی اقدام کے لیے اس نے مناسب وقت کا انتظار کرنا مناسب سمجھا اور نورالدین کو ساری صورت حال تفصیل سے لکھ بھیجی تاہم سلطان مطمئن نہ ہوا اور جب نجم الدین ایوب نے اس سے مصر جانے کی اجازت مانگی تو اس نے اجازت تو دے دی لیکن اس کے ساتھ ہی نجم الدین کو خصوصی طور پر تاکید کی کہ وہ مصر کو صلاح الدین کو عباسی خلیفہ کا خطبہ جاری کرنے پر آمادہ کرے۔

نجم الدین ایوب جمادی الاخری ۵۶۵ھ میں دمشق سے روانہ ہوا۔ سلطان نورالدین اس کی مشایعت کے لیے لشکر کے ہمراہ اس الماتک گیا۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ سلطان نے نجم الدین کے ہمراہ فوج کا ایک دستہ اور تمہاری ایک جماعت بھی روانہ کی۔

چند دن کے بعد نجم الدین ایوب خیر و عافیت کے ساتھ قاہرہ پہنچ گیا۔ صلاح الدین نے شہر سے باہر آکر اس کا استقبال کیا اور خلیفہ عاضد نے بھی تعمر تلافات سے باہر آکر اس سے ملاقات کی۔ اس موقع پر اس نے نجم الدین کو ملک افضل کا خطاب دیا اور اس کے ساتھ بیش قیمت خلعت، متعدد تحائف اور کئی جاگیریں دیں۔

صلاح الدین نے وزارت مصر پر اپنے والد کو فائز کرنا چاہا لیکن اس نے انکار کر دیا اور صرف خزانہ کا اہتمام اپنے ذمے لے لیا۔

نجم الدین نے سلطان نورالدین کے حکم کے مطابق صلاح الدین کو ہدایت کی کہ جس قدر ممکن ہو، مصر میں خلافت عباسیہ کا خطبہ جاری کرے۔ صلاح الدین نے اس کو بتایا کہ اس معاملہ میں عجلت کئی خطرات کا باعث بن سکتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ سارا مصر بنا رے خلاف اٹھ کھڑا ہو۔ نجم الدین نے بھی صورت حال کا پورا اندازہ کر لیا اور خاموش ہو گیا تاہم صلاح الدین نے اس مقصد کے لیے زمین ہموار کرنے کا آغاز کر دیا۔

معاصرہ کرک

سلطان نورالدین نے نجم الدین ایوب کو رخصت کرنے کے بعد اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دے دیا اور یکم شعبان ۵۶۵ھ کو قلعہ کرک کی طرف روانہ ہوا۔ اس الیغار کا بیان ہے کہ سلطان نے کرک کا قصد محض اس وجہ سے کیا تھا کہ بر یروشلم کی صلیبی ریاست کی تنہا اس طرف کمی رہے اور وہ راستے میں نجم الدین سے متعارض نہ ہو۔ چند روز عمان میں بقاء کے مقام پر قیام کرنے کے بعد سلطان نے مجبوری سے آگے بڑھ کر کرک کا محاصرہ کر لیا۔

جب نجم الدین خطرے کی حد سے گزر گیا تو اس نے محاصرہ اٹھا لیا۔

☆---☆---☆

عہد زریں

تعریف مقیاس بہ مثالی

واضح رہے کہ ماضی میں جیش گرم خلافت اور اثر تبلیغ بھی کہا جاتا تھا۔ یہ علاقہ حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں فتح ہو کر اسلامی قلمرو میں شامل ہوا اور پھر اسلامی تاریخ میں اس علاقے کے فاتحین اور اہل علم نے اسلام کو خوب ترقی دی اور آج بھی یہ علاقے اسلام اور مسلمانوں کی عظمت کا نشان ہیں۔

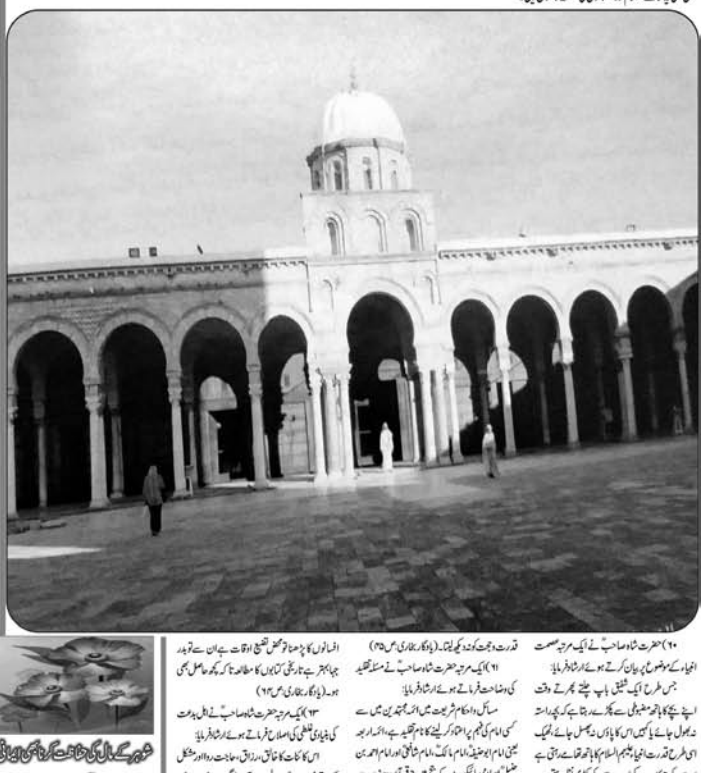

۶۰) حضرت شاہ صاحبؒ نے ایک مرتبہ صحت انبیاء کے موضوع پر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

جس طرح ایک شفیق باپ چلتے پھرتے وقت اپنے بچے کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑے رہتا ہے کہ پھر راستہ نہ بھول جائے یا کہیں اس کا پاؤں نہ پھسل جائے، ٹھیک اسی طرح قدرت انبیاء علیہم السلام کا ہاتھ تھامے رہتی ہے اور ان کی حرکات و سکنات پر اس کی کڑی نظر رہتی ہے۔ ذرا کہیں مقام لغزش آیا تو فوراً سنبھیر فرماتی۔

ایک طرف سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام ہیں اور آپ کا صبر پر شباب دوسری طرف زلیخا ہے اور اس کا حسن و جمال، نفسانی ترغیب اور عیش و عشرت کے سارے سامان موجود ہیں۔ اس عالم میں اگر قدرت یوسف علیہ السلام کی روحانی نو فرمائی تو ثابت قدم رہنا مشکل تھا۔

ولقد همت به وهم بها لولا ان رابرهان ربه

اور البتہ عورت نے فکر کیا اس کا اور اس نے فکر کیا اس کا اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھے قدرت اپنے رب کی۔ (پ۱۲)

پروردگار عالم نے اپنے پیغمبر کی حفاظت کی اور اسے ثابت قدم رکھا تاکہ کوئی پھونی بدی برائی خواہ ارادہ کے دور میں ہو یا فعل کے اس تک پہنچ نہ سکے۔

انبیاء علیہم السلام سے کفار کا مدعا تو دور کنار وہاں تو اولیاء اللہ بھی نہیں اسی بارے شاہ صاحبؒ نے تحریر فرمایا کہ:

عورت نے یوسف علیہ السلام کا ارادہ کیا اور یوسف علیہ السلام بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے پروردگار کی قدرت و حجت کو نہ دیکھ لیتا۔ (یادگار بخاری ص ۳۵)

۶۱) ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحبؒ نے مسئلہ تقلید کی وضاحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مسائل و احکام شریعت میں ائمہ اجتہاد میں سے کسی امام کی تقلید پر اعتماد کر لینے کا نام تقلید ہے، اگر امام ابو حنیفہ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبل اسلامی بادشاہت کے تاج میں جو قرآن و سنت سے مسائل و احکام شریعت کا استخراج و استنباط کرتے ہیں۔ فقہائے کے باہمی اختلاف (فرمی) کی مثال ایسی سمجھنی چاہیے جیسے چند مختلف رنگوں کے گلاسوں میں پانی یا شربت ڈال دیا گیا ہو۔

خدا ہزار ہزار رحمت کرے خاتمالی بہ شیخ محمد ابراہیم بندقی پر، کیا خوب کہہ گیا ہے:

انسانوں کا پڑھنا تو محض تضیع اوقات ہے ان سے تو بدر بہتر ہے تاریخی کتابوں کا مطالعہ تاکہ کچھ حاصل بھی ہو۔ (یادگار بخاری ص ۶۸)

۶۳) ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحبؒ نے اہل بدعت کی بنیادی غلطی کی اصلاح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اس کا نات کا خالق، رازق، حاجت روا اور مشکل کشا تو خود پروردگار عالم ہے، آپ لوگوں نے جو صوفیاء اور اولیاء کو خدا کے تحت پر شمار کر رکھا ہے گویا (نعوذ باللہ) آپ کے نزدیک خدا بھی ہماری تمہاری طرح ہوا کہ پوڑھا ہو گیا اور تھک ہار کر کنارہ کشی اختیار کر لی۔ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الحب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء انا اعتدنا للکفرین نزلا (پ۱۶، ع۳)

سو کیا پھر بھی ان کافروں کا خیال ہے کہ مجھ کو چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز (یعنی معبود و حاجت روا) قرار دیں۔ ہم نے (ز) کافروں کی دعوت کے لئے دوزخ تیار کر رکھا ہے۔ (یادگار بخاری ص ۶۵)

۶۴) ایک دفعہ مہاجنانی لیڈر ڈاکٹر مونجے نے بمبئی میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

"کل دو ان مسلمان (مسلمانوں) کو ہندوستان سے"

حضرت امیر شریعتؒ نے تکلیف میں اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ہندوستان کی تاریخ اٹھا کر دیکھو آپ بھی ہماری

گھبرائے رنگا رنگ سے ہے زینت چمن
اے وقت اس جہاں کو ہے ذیب اختلاف
(یادگار بخاری ص ۶۳)

۶۲) ایک موقعہ پر حضرت شاہ صاحبؒ نے افسانہ وغیرہ کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

افسانہ کے معنی ہیں سفید جھوٹ۔ خیر تمہیں تو جوانان عزیز کو کیا عزاء ہے جھوٹ کے پڑھنے میں، ناولوں اور

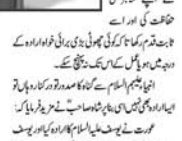

جانتا چاہیے تجربہ ذات اور جماز پھونک جب ہی فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں جو اللہ کے ہاں قبول ہوں اور انسان کی عمر اور دنیا کی بھی اس کی حفاظت کرے اور یہ عمل دراصل اللہ ہی بارگاہ میں ایک اظہار ہے کہ اس طرح مریض کو دوا ہی جاتی ہے اسی طرح یہ دم وغیرہ کو اللہ سے ہی شفا کی طلب رکھی جاتی ہے اور نہ مذموم تعویذ اور وغیرہ میں جو عربی زبان میں نہ ہوں اور جن کا معنی و مفہوم معلوم نہ ہو اگر معلوم ہو تو مستحب ہے۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں دم وغیرہ کیا کرتے تھے، تو لوگوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! آپ اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا "اپنے دم وغیرہ میرے سامنے پیش کرو، ایسے دم وغیرہ میں کوئی حرج نہیں جس میں کوئی شرک کی ملاوٹ نہ ہو۔" (مسلم)

بعض روایات میں یہاں تک اضافہ ہے کہ "میں کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول: آپ ﷺ نے دم وغیرہ کرنے سے منع کیا ہے، حالانکہ میں بچھو کے کاٹے کا دم کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچانے کی استطاعت رکھتا ہو اسے ایسا کرنا چاہیے۔" (مسلم)

مخالفت کا تعلق تکریم تعویذ سے ہے یا پھر ممانعت پھیلنے کی تھی پھر اسے منسوخ کر دیا گیا۔ حضرت حرب کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ سے پھونکنے کے دم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا البتہ اس کے تعلق معلوم ہوں یا قرآنی ہوں۔ "شفاء بنت عبداللہ الشفاء بنت کریم کہتی ہیں کہ میرے ہاں تشریف لائے اور میں اس وقت حفصہ کے پاس بیٹھی تھی آنحضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اسے بھی نملہ کا دم سکھا دو جیسا کہ تم نے اسے کتابت سکھائی ہے۔" (ابوداؤد)

☆---☆---☆

☆---☆---☆

خواتین اسلام سے رسول اکرم ﷺ کی باتیں

شوہر کے مال کی حفاظت گناہ کی ادائی

قناعت ہے

حدیث شریف میں قریشی عورتوں کی ایک تعریف پڑھائی کہ دوسری عورتوں کے مقابلہ میں شوہر کے مال کی حفاظت اور گھر اشت بہت زیادہ کرتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ شوہر کے مال کی نگرانی اور حفاظت اور طریقہ وسلیقہ سے خرچ کرنا مدبر اور انتظام کا ملکا لاتے ہوئے گھر کے اخراجات چلانا بھی دیداری کی بات ہے شوہر کا کام ہے کمانا اور گھر میں لانا، وہ ہر وقت گھر میں نہیں بیٹھ سکتا لہٰذا عورت کی تحویل میں مال چھوڑنا پڑتا ہے۔

اب یہ عورت کی دیداری اور سمجھ داری ہے کہ اخراجات میں کفایت کرے، امانت داری کے ساتھ اپنے اور پر اور شوہر کی اولاد پر اور اس کے مال باپ پر خرچ کرے۔

تو کیوں کے لیے پردہ پوش شوہر کو بیٹھ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی ایسا شخص تمہارے پاس نکاح کا پیغام بھیجے جس کی دیداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو (تمہاری لڑکی کے حق مولی ہو) اس شخص سے اس (لڑکی کا) نکاح کر دے، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین پر بڑا فتنہ اور (بڑا) فساد ہوگا۔" (مشکوٰۃ شریف ص ۲۷۶ کتاب الزواج)

تو اندر قتال کے لئے نکاح کی ضرورت ہے، نکاح کے بارے میں قرآن عظیم اور احادیث شریف میں بہت سے احکام و مسائل وارد ہوئے ہیں۔ جو ذرا کیسا حاش کیا جائے اس حدیث میں اس کے متعلق ایک نصیحت فرمائی ہے اور اس نصیحت کی خلاف ورزی کرنے پر بڑے فتنے اور بڑے فساد کی خبر دی ہے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص تمہارے پاس کسی لڑکی سے نکاح کرنے کے سلسلہ میں پیغام بھیجے اور وہ شخص دینی زندگی کے اعتبار سے تمہیں اور اس کے اخلاق بھی درست ہیں تو اس سے نکاح کر دو، دین اور اخلاق کا دیکھنا کافی ہے۔

اداری پر اکثر کہ

مال و دولت اور دنیا کی بڑائی نہ دیکھو، اگر لڑکے میں دین داری نہیں ہے تو وہ لڑکی کو بھی دین پر چلنے نہ دے گا۔ بے نمازی دین نماز پڑھنے نہ پڑھنے دے گا، حرام کمائے گا حرام کھلائے گا، دونوں میاں بیوی آخرت کے عذاب میں مبتلا ہوں گے اگر تم نے دیندار کو لڑکی دی، لوگوں، بگڑ والے دو کھلا مال و دولت کو ترجیح دی تو دنیا شاید آرام سے گزر جائے مگر آخرت برباد ہوگی۔

کوئی لڑکی محض یہ گوارا کر سکتا ہے کہ اس کی لڑکی آگ میں پہلے ایسا تو کسی کو منظور نہیں تو پھر دیکھنی آنکھوں اپنی بچی کو بھاتی آگ میں کیوں ڈالتے ہیں، جب یہ جانتے ہیں کہ نکاح گھر میں جا کر بڑی فرائض ترک کر دے گی، نماز روزہ چھوڑ دے گی، حرام حلال کی تمیز نہیں رہے گی، جس کا نتیجہ عذاب آخرت ہے تو دیندار جوڑا تجویز کرنے جاری ہے یا نہیں کو فاسق و فاجر بدعمل اور بے دین کے حوالے کیوں کرتے ہو؟

شاید بعض حضرات یہ جواب دیں کہ آج کل لڑکیاں اپنا جوڑا تجویز کر لیتی ہیں اور دیندار کو پسند نہیں کرتیں اس لئے مجبوراً فاسق کی سے بیاہ دیتے ہیں۔

☆---☆---☆

تعزیت

مرنے والوں کے لیے

وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

میرے دستوں اپنا حملہ نہیں بلکہ بہت پرانا ہے، ایک بات غور سے سن لو اور کھولو۔ مرزائیت کوئی ذہنی گروہ نہیں بلکہ ایک سیاسی فرقہ ہے جسے انگریز نے اپنی سیاسی مصلحتوں کو پروان چڑھانے کے لئے تخلیق کیا۔ یہ فرنگی کا خود کاشتہ پودا ہے اور اسے پانی فرقہ مرزا غلام احمد نے خود تخلیق رسالت جلد ۳ ص ۲۰ پر تسلیم کیا ہے اور لفٹیننٹ گورنر سے درخواست کی ہے کہ اس خودکاشتہ کو متعلق نہایت احترام اور احتیاط سے کام لے۔

اس حقیقت کا اٹھوسک پہلو یہ ہے کہ اس فرقہ کو طرح اس ملک میں نووارد ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ آپ اس ملک میں پہلے آکر آباد ہوئے اور ہم بعد میں آئے، اگر تاریخ ہی تو پھر اسی ترتیب سے نکلو جس ترتیب سے آئے ہو، پہلے تم نکلو بعد میں ہم رخت سفر باندھیں گے۔ جس کو فرمایا:

جب لالہ ہی بوریا بستر باندھ کر ساحل سمندر پر پہنچ جائیں گے تو انہیں دریں کے سمندر میں دھکا دے کر واپس لوٹ آئیں گے۔ (یادگار بخاری ص ۶۶)

۶۴) حضرت امیر شریعتؒ نے ایک مرتبہ مئی ۱۹۵۱ء میں کراچی میں مرزائیت اور احرار کی تحقیق کی

تکیاں پر قدم بنائیں گے
آسمانوں کو چھو کے آئیں گے
پیاس صحرا کی ہم بجھائیں گے
ہر طرف کھیتیاں اگائیں گے

لوگ دیکھیں گے، ہم دکھائیں گے
موت کو زندگی بنائیں گے
ظلم مٹ جائے گا زمانے سے
ایک ایسا قدم اٹھائیں گے
ساری دنیا میں روشنی ہوگی
شمع امن و امان جلائیں گے
بلبلیں مست ہو کر چہچہیں گی
پھول شاخوں پہ مسکرائیں گے
شاہ بندہ نہ شاہ کا دربار
ایک ایسا نظام لائیں گے

(بشیر وہاب آخری شعر)

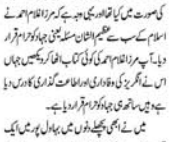

محترم ایڈیٹر صاحب زدہ اللہ و برکاتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبوب عالم اشرار اشم ہر بلند بڑی آپ دتاب کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ رنگ و انوار اور دیگر مضامین سے سجایا جو صورت گلدستہ ہمارے لئے ہدایت کا سامان ہوتا ہے۔

مدینہ طیبہ کی مبارک نسبتوں کا امین، یاس دنا امیدی کے گھٹا اندھیروں میں امید کا چراغ اور دکھے دلوں کا مرہم ہے۔

لفظ لفظ خوشبو، حرف حرف معطر، غرض پورا شمارہ پھول کلیوں اور ملک و عنبر، بالخصوص رنگ و انور، بہار قلوب کی دوا اور شمع اور اح کی غذا ہوتا ہے، ہماری جانب سے حضرت سعدی دامت برکاتہم کی خدمت میں خیروں دعائیں اور سلام۔ اللہ کرے یہ اخبار عالم پر یونہی ضوء فشانی کرتا رہے اور ترقی کی منزلوں پر منزلیں طے کرتا چلا جائے۔ "آمین"

والسلام

(عبدالطیب، طیب، جہانیاں)

طلحہ السیف
tlhausaif@gmail.com
talhausaif@alqalamonline.com

السلام علیکم

ایجنٹ ہے.....

آج وہی محض بھائی ہے، دوست ہے، ہمدرد ہے، محبِ وطن ہے، ملک وملت کا خیر خواہ ہے، ایماندار ہے، شفاف وآجلا ہے، غیور وغیرہ.....

کبھی ہڑتالِ عین عبادت، دھرنا کا رلازم، احتجاج ملک کی اہم ترین ضرورت اور جلوس ملکی حالات کا تقاضا ہیں اور پھر یہی سب وطن کی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ اور ملک وقومی ہیں.....

آپ کا نہ پندیدہ بکھران جس کام پر مطعون وملعون ہے، پندیدہ بکھران اُسی کا حامی پر سزاوار مدح وستائش، آپ کا قلم ایک وقت میں جس پالیسی کی مذمت میں شعلے برساتا ہے دوسرے وقت اسی پالیسی کے لئے حیلے اور جواز گھڑتا ہے.....

آج آپ جس عمل پر مرثیے لکھتے ہیں کل آپ اُسی پر قصیدے نچھاور کرتے ہیں.....

ایک وقت جن لوگوں کی کردار کشی آپ کی ڈیوٹی ہے، اگلے وقت اُن لوگوں کی مدح سرائی کی ذمہ داری آپ کو نجھانا ہوگی اور پیشانی کا پسینہ بھی چھپانا ہوگا۔

آج آپ جن لوگوں سے ہاتھ ملانا پسند نہیں کرتے، کل انہیں گلے لگانا ہوگا اور آج جن کی بغل میں دبے ہیں کل ان کے خلاف تقریریں کرنا ہوں گی۔

کیا ہمارے ملک کی سیاست میں اس کے علاوہ بھی کچھ ہے؟.....

کتنی ذلت کی بات ہے کہ ایک انسان اپنے لئے ایسے کام کو زندگی کا وظیفہ بنائے جس کی وجہ سے نہ اس کی زبان کا اعتبار باقی رہے نہ معاہدے کا۔ نہ قول کی کوئی وقعت رہے اور نہ قرار کی کوئی قیمت۔ لوگ اپنی زبان بھلانے پر مرمٹا کرتے ہیں اور اس عالی صفت کو "مروت" کہا جاتا تھا۔ آج مروت کا مطلب ہی الٹ دیا گیا۔ اب وہی انسان سب سے زیادہ بامروت کہلاتا ہے جو سب سے زیادہ وفاداریاں لگاتا اور وفاداریاں بدلتا ہے.....

کتنی زہنایں جو لوگوں کی زندگیوں کا رُخ بدل سکتی تھیں صرف وفاداریاں اور نیچے بدلوانے کے کام میں تھک رہی ہیں۔ ان پر بکھران کی مدح سرائی کے لئے ہر وقت ہے پابندیاں.....

پر وحکم کے بے پابندیاں.....

کتنے قلم جن کے لکھے ہوئے الفاظ نشتر کی طرح سینوں میں ترازو ہو جایا کرتے تھے۔ ان کی تحریر حواس کو یوں قابو کر لیا کرتی تھی کہ جب چاہیں رُلا دیں اور جب چاہیں مسکرانے پر مجبور کر دیں۔ وہ دلوں میں آگ لگا دیا کرتے تھے، ایمان کی شمعیں جلایا کرتے تھے، مظلوموں کا درد بانٹ کرتے تھے، ظالموں کے سینوں پر گھاؤ لگایا کرتے تھے، ایمان وعزیمت کا راستہ دکھایا کرتے تھے۔

مدینہ والوں کا مشکبو تذکرہ مہکایا کرتے تھے، رویا کرتے تھے، رُلایا کرتے تھے مگر وہ کیا ہوئے؟

آج وہ کیا کرتے ہیں؟

کسے نفع پہنچاتے ہیں؟

کون سے چراغ جلاتے ہیں اور کن ظلمتوں کو بجھاتے ہیں؟.....

وہ کن مجرموں کے کیسے کیسے جرائم کی وکالت کرتے ہیں اور کن مظلوموں کے خون اور آہوں پر پردے ڈالتے ہیں.....

افسوس! افسوس!.....

انہوں نے کیا بیچ دیا اور کتنی ارزاں قیمت پر بیچ دیا.....

"کیا آپ نے نہیں دیکھا اُن لوگوں کو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا بدلہ دیا ناشکری سے۔"(ابراہیم)

☆.....☆.....☆

کتنی مبارک ہیں وہ زبانیں اور وہ قلم جنہیں "وحدت الله" کی توفیق بخشی گئی.....

کلمہ کا نور عام کرنے والے.....کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی طرف بلانے والے، اس کی حقیقت سے روشناس کرانے والے، لوگوں کی زندگیوں کو کلمہ سے جوڑنے والے، مغرب کی طرف پھرے رُخوں کو اللہ کی طرف پھیرنے والے..... یہ نمازکی طرف بلانے والے، حقیقی کامیابی اور فلاح سے روشناس وہمکنار کرنے والے.....

یہ فرائض کا احیاء کرنے والے، سنتوں کی طرف بلانے والے، نوافل سے جوڑنے والے، یہ حرام سے بچانے والے، برائیوں سے روکنے والے، اللہ ورسول کے منہیات سے منع کرنے والے، یہ ایمان وعزیمت کے داعی، یہ اُمت کا درد بانٹنے والے، یہ شام وکشمیر، فلسطین وافغانستان، برما وعراق اور افریقہ کے مسلمانوں کا ایمانی پیغام عام کرنے والے، یہ اُمت کی خاطر جینے مرنے کا درس دینے والے، یہ اللہ ورسول کے نام پر مرمٹنے کا سبق پڑھانے والے، یہ یقین، تکفیلوں اور ایذاؤں کے عقل الرحم پورے دین کی طرف بلانے والے، پورے دین کا پیغام سنانے اور عام کرنے والے، یہ اُمت کے غمخوار اور ناصح، یہ اُمت کی خاطر رونے زلانے والے، یہ قرآن وسنت کا نور عام کرنے والے.....

کتنے مبارک لوگ ہیں، کتنے مبارک ہیں ان کے زبان وقلم جو اس عظیم کام کے لئے منتخب کر لئے گئے، نہ یہ فیشنوں سے آلودہ ہیں، نہ بہتانوں سے، نہ یہ کردار کشی والے ہیں، کردار سازی والے ہیں، یہ دوسرے مسلمانوں کا بغض رکھنے والے نہیں اُمت کو ایک لڑی میں جوڑنے والے ہیں۔ اور یہ اتنے خوش نصیب ہیں کہ دوسروں کے اعمال کا ثواب بھی مفت میں لوٹتے ہیں۔ ان کے نو سو ایمان فون اور کمپیوٹر کی ایجادوں ان کے لئے تبرکا وبال نہیں، آخرت کا ذخیرہ بن رہے ہیں کہ یہ ان کے ذریعے ایمان کا نور اور اعمال کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔ جدا کا پیغام اور عزیمت کا درس دے رہے ہیں۔ ان کی خوش قسمتی پر تو فرشتے ناز کرتے ہیں اور ان کے لئے خاص دعائیں کرتے ہیں۔

آیئے! ہم اپنے لئے فیصلہ کریں کہ ہمیں اس گروہ میں شامل ہونا ہے یا اُس میں؟.....

☆.....☆.....☆

سیاست اپنی اصل کے اعتبار سے کوئی بُرا کام نہیں، بلکہ ضروری کام ہے۔ جو لوگ حسنِ نیت کے ساتھ خلقِ خدا کو نفع پہنچانے کے لئے اس میدان میں ہیں اُن کا اجر عند اللہ ہے۔ بات ہم لوگوں کے لئے سوچنے کی ہے کہ ہم اپنی سیاسی وابستگیوں کی بناء پر اپنی فہمی مجالس میں، سوشل میڈیا پر اور اپنے زبان وقلم کے ذریعے کیا کرتے ہیں؟.....

کہیں وہی سب کچھ تو نہیں جو قبر کا تاریک اور آخرت کے معاملے کو خراب کرنے والا ہے؟.....

عالم کیا ہے؟.....

سیاسی وابستگان کی تقاریر، تحریریں اور فہمی مجالس تو یہی دکھا رہی ہیں کہ سوائے غیبت کے، بہتان بازی کے، ناجائز مدح اور حرام مذمت کے، جھوٹ اور فریب کے کچھ نہیں۔

پھر کون اپنے لئے اپنے اختیار سے یہ راستہ چنتا چاہے گا؟.....

مومن کا بردہ کام اس کے لئے وبالِ جان ہے جو اصول شرع سے ہٹ کر ہو۔ سیاست ہی ہو تو شریعت کو پامال کر کے نہ کی جائے بلکہ اس کی حدود اور تقاضوں کو مدنظر رکھ کر کی جائے.....

کس سے جڑنا ہے اور کس سے کٹنا ہے.....

کس سے ملنا ہے اور کس سے بھڑنا ہے.....

کیا کام کرنا ہے اور کس سے بچنا ہے.....

یہ سب اگر صرف حالات کے تقاضوں کے پیشِ نظر کیا جاتا ہے اور اس میں حدودِ شرع کی رعایت نہیں رکھی جاتی، اسلامی اصولوں کی پاسداری نہیں کی جاتی تو غلط ہے سراسر غلط.....

اور اگر یہ سارے فیصلے اور کام شریعت کو سامنے رکھ کر کئے جاتے ہیں تو انتہائی مبارک.....

میرا سوال پھر بھی اپنے جیسے عوام سے ہے کہ کیا ہمارا کسی سے وابستہ ہونا اور کسی کا مخالف ہونا اللہ کے لئے اور شریعت کے اصولوں کی روشنی میں ہے یا اپنی ذات کے لئے؟.....

فیصلہ کر کے اگلا قدم اٹھایئے کیونکہ مرنے کے بعد اس کا حساب بھی پیش کرنا ہے.....

☆.....☆.....☆

قلم تلوار
نوید مسعود ہاشمی
Naveedmasoodhashmi@gmail.com

28 اکتوبر کے دن یمن کے حوثی باغیوں نے مکہ مکرمہ کو بلسٹک میزائل سے نشانہ بنانے کی کوشش کر کے یہ بات ایک دفعہ پھر عملاً ثابت کر دی ... اُن کا مذہب اسلام سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے، امام کعبہ اور حرمین شریفین کی نگران کمیٹی کے چیئرمین الشیخ عبدالرحمٰن السدیس نے مکہ مکرمہ میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "ایرانی حمایت یافتہ یمنی باغیوں نے مکہ معظمہ پر میزائل حملہ کر کے وہاں پر موجود مقدس مقامات کو نشانہ بنانے اور بڑے حرابے سے زائد مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کرنے کی مذموم کوشش کی ہے"

الشیخ عبدالرحمٰن السدیس کا کہنا تھا کہ "حوثیوں کا یہ اقدام بدترین جُرم، مکہ مکرمہ کے خلاف کھلی جارحیت اور مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن خانہ کعبہ کو نشانہ بنانے کی انتہائی خطرناک اور گھٹیا کوشش ہے ... انہوں نے کہا کہ خانہ کعبہ کی طرف راکٹ پھینکنے والوں کا کوئی دین، کوئی اصول اور مذہب نہیں ہے" سعودی عرب کے وزیر خارجہ نے بھی اپنے بیان میں یہ کہا کہ "مکہ مکرمہ پر میزائل حملے کی سازش کے پیچھے ایران کا ہاتھ ہے"

اسلام آباد میں موجود سعودی سفارتخانے کی طرف سے وزارت خارجہ کا بیان جاری کیا گیا ہے ... جس میں کہا گیا ہے کہ سعودی عرب کھلتا ہے کہ ایران غلط کے لئے مخالفانہ رویہ رکھتا ہے، اور وہ عرب ممالک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کر رہا ہے ... جس سے عدم استحکام اور کشیدگی پھیل رہی ہے، بیان میں کہا گیا ہے کہ "افسوس کا مقام ہے کہ ایران یمن میں بغاوت کے حامیوں کی معاونت کر رہا ہے ... اور انہیں ہتھیار، دفاعی مہارت اور راکٹ مہیا کر رہا ہے"

مکہ مکرمہ پر میزائل حملے کی پاکستانی دفتر خارجہ نے تردید نہ بھی ہو ... جس میں کہا گیا ہے کہ سعودی عرب کھلتا ہے کہ ایران کے خلاف پاکستانی قوم میں شدید ردعمل پایا جا رہا ہے ... اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں وہ حق بجانب بھی ہے ... اگر مکہ مکرمہ پر داغے جانے والے میزائلوں کے بعد بھی پاکستانی قوم کی آنکھیں نہیں کھلتیں تو پھر شاید کبھی بھی نہ کھل سکیں

ایران کے حمایت یافتہ حوثی دہشت گردوں نے اس مکہ معظمہ کی طرف میزائل داغا ہے کہ جس مکہ کی تعظیم نبی مکرم ﷺ خود بھی کیا کرتے تھے، جس مکہ مکرمہ کے امن کے لئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی (ترجمہ: پروردگار اس شہر کو امن کا گہوارہ بنا دے (البقرہ آیت نمبر 126) جس "مکہ" کی فضاؤں اور صحراؤں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پرندوں اور حیوانات کو مکمل امن حاصل ہے ... جس مکہ کے درخت بھی امن وامان کے ساتھ لہراتے ہیں، کیونکہ انہیں کاٹا نہیں جاتا ... دیگر علاقوں کی طرح گری پڑی چیز کو یہاں اٹھایا جا نہیں سکتا ... نبی مکرم ﷺ نے مالی، جان اور عزت وآبرو کی حرمت کو مکہ شہر کی حرمت سے تشبیہ دی ... کیونکہ اس شہر کی عظمت اللہ تعالیٰ نے ہاں بہت زیادہ ہے ... چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ "تمہاری جان، مال اور عزت وآبرو ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں، جیسے تمہارے آج کے دن کی حرمت اس شہر اور اس مہینے میں ہے" (متفق علیہ)

ایران کے مجرمیوں کو کوئی بتائے کہ شہر مکہ کے متعلق بُری سوچ رکھنے والوں پر بھی عذاب خداوندی نازل ہوتا ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: "جو بھی یہاں ظلم کرتے ہوئے الحاد کا ارادہ کرے گا ہم اسے دردناک عذاب سے چکھائیں گے (الحج 25) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ "اگر کوئی شخص شہر میں الحاد پیدا کرنے کی

منصور بندری، عدن ایمن (یمن کا علاقہ) میں پیغمبر کرمی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی دردناک عذاب سے دوچار کرے گا۔"

حرمین شریفین پر قبضے کے خواب دیکھنے والے یہودی کمانڈے شاید ان باغیوں والوں کے جبر تاک انجام کو بھول گئے کہ جنہوں نے بیت اللہ پر چڑھائی کی کوشش کی تو اللہ پاک نے انہیں ابابیلوں کے ذریعے کھائے ہوئے بُھس کی مانند بنا دیا

اگر سعودی عرب اور ایران کے مکمرانوں کے درمیان کوئی لڑائی جھگڑا یا نفرت ہے، انہیں چاہیے کہ وہ اسے فی الفور ختم کر دیں ... لیکن اگر ایرانہ عرب اور کسی نے حرمین الشریفین کو نشانہ بنانے کی کوشش کی تو پھر ایسے شیطان صفت گروہ کے خلاف دنیا کے ایک ارب سے زائد مسلمان جہاد کرنا اپنا فرض منصبی سمجھیں گے، ایرانی حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ مکہ مکرمہ پر ہونے والے میزائل حملے میں اپنے کردار کے حوالے سے اُٹھنے والے سوالات کا جواب دے

یاد رہے کہ حوثی دہشت گردوں نے مکہ مکرمہ پر میزائل حملے کے بعد ایران کا نام تنہا سعودی حکومت نے ہی نہیں لیا، بلکہ متحدہ عرب امارات کے وزیر خارجہ عبداللہ بن زاہد نے بھی اپنے بیان میں کہا ہے کہ "ایرانی حکومت ایک طرف خود کو عام اسلام کی نمائندہ قرار دیتی ہے ... اور دوسری طرف مکہ مکرمہ پر راکٹ برسانے والے یمن کے باغیوں کی مدد کر رہی ہے" یکجہ مصر کی جامعہ الازہر نے بھی ایرانی اور حوثی باغیوں کی شدید مذمت کی ہے۔

اگر صرف سعودی حکومت کی طرف سے مکہ مکرمہ پر ہونے والے حملے میں ایران کا نام لیا جاتا تو ممکن ہے کہ اسے "پراسی وار" قرار دینے کی کوشش کی جاتی، مگر یہاں متحدہ عرب امارات، مصر سمیت تقریباً دنیا کے تمام اسلامی ممالک شاید پہلے سے ہی جانتے ہیں کہ یمن کے باغیوں کو دراصل ایران کی سپورٹ حاصل ہے، اس لئے عرب ممالک ایران کی کھل کر مذمت بھی کر رہے ہیں۔

☆.....☆.....☆

نعمت بلال ..... مُرتجال تاثرتی
naysheJamal@gmail.com

دعوت دین کے تین بنیادی ارکان ہیں:

دعوت دینے والا

جسے دعوت دی جائے

جس چیز کی دعوت دی جائے

دعوت دین میں جس چیز کی دعوت دی جاتی ہے وہ دینِ اسلام ہے اور دینِ اسلام میں وہ اضافی خصوصیات ہیں: وہ دائمی ہے یعنی اب قیامت تک کے لیے نہ کسی دین سے اور آفاقی ہے یعنی تمام انسانیت کے لیے ابھی یہی دین ہے۔ ایسا نہیں کہ مشرق والوں سے کوئی اور دین قبول کر لیا جائے اور مغرب والوں سے کوئی اور انہیں اگر مشرق ومغرب کے رہنے والے اپنا دین قبول بنانا چاہتے ہیں تو ایک ہی راستہ ہے کہ وہ دین اسلام کو قبول کر لیں

دعوت دین کے لئے کرنے کی جو شخص کھڑا ہوتا ہے وہ مسلمان ہے اور اس ذمہ داری کو لیتے ہی اس پر شریعت کی ذمہ داریاں آن پڑتی ہیں۔ ان ذمہ داریوں میں دو کو سرفہرست رکھ سکتے ہیں:

ایک یہ کہ وہ اس مقصد کے لیے خود کو داعی بنالے یعنی اس دعوت دین کو اپنا مشن بنالے کیوں کہ یہ دین دائمی ہے تو محنت بھی دائمی چاہتا ہے اور دوسرے یہ کہ وہ آفاقی ہے یعنی اس کی محنت کا ہدف تمام عالم ہو جائے کیوں کہ یہ دین عالمی ہے۔ اس لیے مخلوق سوچنا چاہیے کہ یہ کام جس قدر خوش نصیبی کا ہے اسی قدر بھاری ذمہ داری بھی ہے۔

یہ اس امت کی بڑی خوش نصیبی ہے کہ اسے دین کا داعی بنا کر بھیجا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ:

ترجمہ: تم بہترین امت ہو تو لوگوں کے نفع کے لیے بھیجے گئے ہو، نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو (آل عمران)

اس امت کی دعوت کا میدان پوری دنیا ہے، تمام انسانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو تمام انسانیت کے لیے رحمت بنا کر بھیجا، آپ کی بعثت تمام انسانوں کے لیے ہے اور قیامت تک کے لیے ہے۔ آپ کو خاتم النبیین بنایا گیا اور آپ کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا، دعوت دین کی ذمہ داری کا بوجھ آپ کے ماننے والوں پر رکھ دیا گیا، خصوصاً اہل علم کو

انبیاء کرام علیہم السلام کا

وارث ٹھہرایا گیا، کیوں کہ وہ اس علم اور نورِ نبوت کی تعلیم وترویج اور تبلیغ واشاعت کرتے ہیں جس علم اور نور کو لے کر اللہ تعالیٰ کے نبی اس دنیا میں آئے تھے۔

پھر ہمارا دین اس حوالے سے ممتاز ہے کہ وہ دنیا کے تمام شعبوں میں صحیح اور غلط کی رہنمائی کرتا ہے اور ہر زمانے میں کہتا رہے گا، اور یہی اہم بات کہ یہ دین کسی مخصوص طبقے کے ساتھ خاص نہیں ہے، اس کا مخاطب ہر شخص ہے، چاہے وہ امیر ہو یا غریب، وہ امریکہ و برطانیہ کا

رہنے والا ہو یا روس اور چین

وہ چھاپان کا، الغرض مشرق ومغرب جہاں کہیں کا بھی رہنے والا انسان ہے یہ اسلام اسے مخاطب کرتا ہے اور اسے اُس دین کی طرف بلاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آخری رسول محمد ﷺ کے لئے کر آئے اور جس کی پیندیدگی کا اعلان قرآن کریم میں کر دیا گیا اور قیامت تک کے لیے کر دیا گیا بلکہ وہ لوگ جو پہلے تک اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین سے کسی نہ کسی حد تک جڑے ہوئے تھے انہیں بھی غلط روی چھوڑ کر صحیح دین کی طرف بلایا گیا اور دنیا نے دین کی صورت میں ان کے ساتھ کیا کیا تلخیاں کیں کی گئی۔ درج ذیل آیت کریمہ میں یہی چیز بیان ہوئی ہے:

ترجمہ: "اے اہل کتاب! آجاؤ اس بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر (متفق علیہ) ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اور کسی کو اُس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں، اور ہم آپس میں اللہ کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو رب نہ بنائیں، پھر بھی اگر وہ اعراض برتیں تو تم صاف صاف کہہ دو کہ ہم تو اس علم کے سامنے سرِ تسلیم کو خم کرنے والے ہی ہیں!" (آل عمران)

داعی دین پر جس قدر بھاری بوجھ ہے

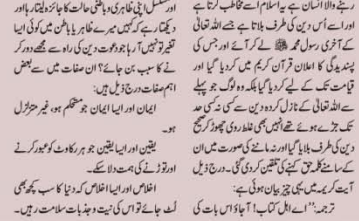

اس کے لیے

لازم ہے کہ وہ اعلیٰ صفات سے پوری طرح آراستہ ہو اور مسلسل اپنی ظاہری وباطنی حالت کا جائزہ لیتا رہے، اور دیکھتا رہے کہ کہیں میرے ظاہر یا باطن میں کوئی ایسا نقیہ تو نہیں آرہا جو دعوت دین کی راہ سے مجھے دور کرنے کا سبب بن جائے؟ ان صفات میں سے بعض اہم صفات درج ذیل ہیں:

ایمان اور ایسا ایمان جو مستحکم ہو، غیر متزلزل ہو۔

یقین اور ایسا یقین جو ہر مکاوٹ کو عبور کرنے اور توڑنے کی ہمت دلا سکے۔

اخلاص اور ایسا اخلاص کہ دنیا کے سب کچھ بھی لُٹ جائے تو اس کی نیت وجذبات سلامت رہیں۔

طرف جو

ہمارے اور تمہارے درمیان برابر (متفق علیہ) ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اور کسی کو اُس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں، اور ہم آپس میں اللہ کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو رب نہ بنائیں، پھر بھی اگر وہ اعراض برتیں تو تم صاف صاف کہہ دو کہ ہم تو اس علم کے سامنے سرِ تسلیم کو خم کرنے والے ہی ہیں!"

(آل عمران)

داعی دین پر جس قدر بھاری بوجھ ہے

اس کے لیے

لازم ہے کہ وہ اعلیٰ صفات سے پوری طرح آراستہ ہو اور مسلسل اپنی ظاہری وباطنی حالت کا جائزہ لیتا رہے، اور دیکھتا رہے کہ کہیں میرے ظاہر یا باطن میں کوئی ایسا نقیہ تو نہیں آرہا جو دعوت دین کی راہ سے مجھے دور کرنے کا سبب بن جائے؟ ان صفات میں سے بعض اہم صفات درج ذیل ہیں:

ایمان اور ایسا ایمان جو مستحکم ہو، غیر متزلزل ہو۔

یقین اور ایسا یقین جو ہر مکاوٹ کو عبور کرنے اور توڑنے کی ہمت دلا سکے۔

اخلاص اور ایسا اخلاص کہ دنیا کے سب کچھ بھی لُٹ جائے تو اس کی نیت وجذبات سلامت رہیں۔

گوشہ مکتوب خادم

مکتوب خادم (2016-11-01)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ دن رات کو پھیرنے والے ہیں ابھی تک اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مبارک ہی مبارک ہے.. صفر الخیر.. مسنون اعمال اور معمولات کی یاد دہلی ہے..

والسلام

مکتوب خادم (2016-02-11)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ ہماری "زندگیوں" کو "بامقصد" اور قیمتی بنائے.. ہم میں سے بہت کم افراد اپنی "موت" کا سوچتے ہیں.. اکثر دوسروں کے مرنے کے انتظار میں رہتے ہیں.. فلاں مر جائے تو مجھے یہ سہولت ہو جائے گی.. فلاں مر جائے تو میری ترقی ہو جائے گی اور فلاں مر جائے تو مجھے آزادی مل جائے گی.. حالانکہ کئی لوگ ہماری زندگی میں ہمارے لئے نعمت ہوتے ہیں.. اور ان کی برکت سے ہمیں بہت کچھ مل رہا ہوتا ہے.. اکثر ایسے ہی لوگوں کے بارے میں شیطان ہمیں اکساتا ہے کہ اگر یہ مر جائیں تو بہت آسانی اور ترقی ملے گی.. اور پھر جب وہ مر جاتے ہیں تو ہماری زندگی تاریک ہو جاتی ہے.. موت کی تمنا صرف دشمنانِ اسلام اور دشمنانِ دین کے لئے کرنی چاہیے.. کسی مسلمان کے لئے نہیں اور دوسروں کی جگہ اپنی موت کا زیادہ سوچنا چاہیے کہ ہم نے جلد مر جانا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے.. ہمارے تمام اعمال کی میعوری اسی دن اور ستاوزیز تیار ہو رہی ہیں.. ابھی جب تک سانس ہے سچے استغفار اور سچی توبہ کے ذریعے.. اعمال نامے کو درست کیا جا سکتا ہے.. بھائیو! آخرت کی اصل زندگی کے لئے "درود شریف" بڑی نعمت ہے، بڑی قیمت.. مغرب سے جمعہ شریف اور مقابلہ حسن.. اور جمعہ صبح مغرب "آیۃ الکرسی" کا عمل یاد رہے، ساتھ رہے..

والسلام

مکتوب خادم (2016-11-06)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کی طرف ہم سب نے لوٹنا ہے.. بھائیو اور بہنو! موت سر پر آ پہنچی.. اخبارات اُٹھا کر دیکھو ہر طرف موت، موت اور موت.. ہم کب تک جیتے رہیں گے؟ جلدی آگے کی تیاری باندھ لو.. کلمہ طیبہ، پکا رکھو دل میں اُتارو، اس کا ذخیرہ جمع کر لو.. نماز زندگی کا سب سے اہم اور ضروری کام.. پوری نماز، پکی نماز، مکمل نماز.. ہر کام آگے پیچھے ہو نماز وقت پر.. قضا نمازیں ادا.. اور چھاڑی تسبیل اللہ میں ہر چیز محنت.. یہ محنت اصل زندگی میں کام آئے گی.. ہم اپنا وقت ضائع نہ کریں.. ٹائیوں میں، فاقوں پر، سوشل میڈیا پر.. اور گھریلو رسومات میں.. جب اس دنیا میں رہنا ہی نہیں تو پھر کیسی رسومات اور کیسے منصوبے؟.. آؤ! اسلحوں اور بازار بھرتے جا رہے ہیں اور مساجد خالی خالی.. اور دین کا کام کرنے والے گھریلو مسائل میں دھنستے جا رہے ہیں.. کہاں گئی ہجرت والی زندگی؟ کہاں گئی مکہ اور مدینہ والی زندگی؟.. مسلمان عمر بڑھنے کے ساتھ ایمان اور تنگی میں مضبوط ہوتا تھا مگر اب.. بال سفید ہوتے ہی ایمان کمزور، عزم کمزور، عبادت کمزور، معمولات کمزور.. بس صرف دنیا کی فکر.. علاج اور دوائی کی فکر اور زیادہ پیسے کی فکر.. اے حامات کے دیوانو! نعمت ہر چیز حرام، زنا کی طرح حرام بلکہ اس سے بھی بدتر.. زبان پر نعمت چلتی ہے تو زبان مؤثر وجوہت نہیں دے سکتی.. نعمت وجوہت دیتی ہے تو دب دینا سے تو یہ.. وقت ضائع کرنے سے تو یہ.. بس کلمہ نماز اور جہاد.. دین کی خدمت اور آخرت کی تیاری..

والسلام

خادم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

صرف اللہ تعالیٰ کا.. نہ کسی حکومت کا.. نہ کسی طاقت کا.. اور نہ کسی کا ہجرت کا.. اسلام اور جہاد میں.. صرف کامیابی ہے.. دو گھوں والی.. اس میں شکست کا نام ونشان تک نہیں.. حسبنا اللہ..

والسلام

مکتوب خادم (2016-03-11)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ ہماری "زندگیوں" کو "بامقصد" اور قیمتی بنائے.. ہم میں سے بہت کم افراد اپنی "موت" کا سوچتے ہیں.. اکثر دوسروں کے مرنے کے انتظار میں رہتے ہیں.. فلاں مر جائے تو مجھے یہ سہولت ہو جائے گی.. فلاں مر جائے تو میری ترقی ہو جائے گی اور فلاں مر جائے تو مجھے آزادی مل جائے گی.. حالانکہ کئی لوگ ہماری زندگی میں ہمارے لئے نعمت ہوتے ہیں.. اور ان کی برکت سے ہمیں بہت کچھ مل رہا ہوتا ہے.. اکثر ایسے ہی لوگوں کے بارے میں شیطان ہمیں اکساتا ہے کہ اگر یہ مر جائیں تو بہت آسانی اور ترقی ملے گی.. اور پھر جب وہ مر جاتے ہیں تو ہماری زندگی تاریک ہو جاتی ہے.. موت کی تمنا صرف دشمنانِ اسلام اور دشمنانِ دین کے لئے کرنی چاہیے.. کسی مسلمان کے لئے نہیں اور دوسروں کی جگہ اپنی موت کا زیادہ سوچنا چاہیے کہ ہم نے جلد مر جانا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے.. ہمارے تمام اعمال کی میعوری اسی دن اور ستاوزیز تیار ہو رہی ہیں.. ابھی جب تک سانس ہے سچے استغفار اور سچی توبہ کے ذریعے.. اعمال نامے کو درست کیا جا سکتا ہے.. بھائیو! آخرت کی اصل زندگی کے لئے "درود شریف" بڑی نعمت ہے، بڑی قیمت.. مغرب سے جمعہ شریف اور مقابلہ حسن.. اور جمعہ صبح مغرب "آیۃ الکرسی" کا عمل یاد رہے، ساتھ رہے..

والسلام

مکتوب خادم (2016-06-11)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کی طرف ہم سب نے لوٹنا ہے.. بھائیو اور بہنو! موت سر پر آ پہنچی.. اخبارات اُٹھا کر دیکھو ہر طرف موت، موت اور موت.. ہم کب تک جیتے رہیں گے؟ جلدی آگے کی تیاری باندھ لو.. کلمہ طیبہ پکا رکھو دل میں اُتارو، اس کا ذخیرہ جمع کر لو.. نماز زندگی کا سب سے اہم اور ضروری کام.. پوری نماز، پکی نماز، مکمل نماز.. ہر کام آگے پیچھے ہو نماز وقت پر.. قضا نمازیں ادا.. اور چھاڑی تسبیل اللہ میں ہر چیز محنت.. یہ محنت اصل زندگی میں کام آئے گی.. ہم اپنا وقت ضائع نہ کریں.. ٹائیوں میں، فاقوں پر، سوشل میڈیا پر.. اور گھریلو رسومات میں.. جب اس دنیا میں رہنا ہی نہیں تو پھر کیسی رسومات اور کیسے منصوبے؟.. آؤ! اسلحوں اور بازار بھرتے جا رہے ہیں اور مساجد خالی خالی.. اور دین کا کام کرنے والے گھریلو مسائل میں دھنستے جا رہے ہیں.. کہاں گئی ہجرت والی زندگی؟ کہاں گئی مکہ اور مدینہ والی زندگی؟.. مسلمان عمر بڑھنے کے ساتھ ایمان اور تنگی میں مضبوط ہوتا تھا مگر اب.. بال سفید ہوتے ہی ایمان کمزور، عزم کمزور، عبادت کمزور، معمولات کمزور.. بس صرف دنیا کی فکر.. علاج اور دوائی کی فکر اور زیادہ پیسے کی فکر.. اے حامات کے دیوانو! نعمت ہر چیز حرام، زنا کی طرح حرام بلکہ اس سے بھی بدتر.. زبان پر نعمت چلتی ہے تو زبان مؤثر وجوہت نہیں دے سکتی.. نعمت وجوہت دیتی ہے تو یہ.. وقت ضائع کرنے سے تو یہ.. بس کلمہ نماز اور جہاد.. دین کی خدمت اور آخرت کی تیاری..

والسلام

خادم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ